# "الفضل" کو ہفتہ میں ۳ بار یا روزانہ کرنیکی تجویز

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب سونی پت)

"الفضل" کو سہ بار یا روزانہ کرنے کی تجویز کو میں نے بہت دلچسپی سے پڑھا۔ میرے نزدیک بتدریج ترقی بہت بہتر ہے ابھی روزانہ کرنے والے حالات پیدا نہیں ہوئے۔ مگر ہفتہ میں ۳ بار ہونا ضروری ہو گیا ہے۔ قادیان سے باہر رہنے والے لوگوں کو اب مرکز سے اس سے زیادہ وابستہ ہونا ضروری ہے جتنا ہفتہ میں دو بار شائع ہونیوالا ایک اخبار ان کو وابستہ کر سکتا ہے۔ نیز زمانہ کے حالات اب اس طرح دلچسپ اور جلد جلد تغیر پذیر ہو رہے ہیں کہ بہت سی باتوں میں جلد سے جلد دارالخلافہ کی رائے اور ہدایت معلوم ہونی ضروری ہے ؛

البتہ میرے نزدیک ایک تو قیمت دس روپیہ سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے۔ دوسرے اخبار کی حالت میں بھی کچھ تغیر ضروری ہے۔ اول تو یہ لازم ہے کہ دو صفحے خبروں کے لئے وقف ہوں اور خبروں کے انتخاب اور ترتیب میں پوری توجہ اور محنت کی جائے تاکہ قریباً پوری خبریں جلد سے جلد خریداروں کو اس طرح پہنچ سکیں کہ یہ اخبار ایک روزانہ اخبار کا نعم البدل ہو سکے۔ نیز مذہب اور مذہبی سیاسیات کے علاوہ عام سیاسیات بھی ایسی اس طرح درج ہوں کہ وہ پبلک رائے کو تعمیر کر سکیں۔ اور تمدن اسلامی اور معاشرت پر بھی مناسب مضامین کا اندراج ہوا کرے جس سے نہ صرف جماعت کے لوگ بلکہ عام مسلمان بھی مستفید ہو سکیں۔ خطبہ ہر جمعہ کا دوسرے جمعہ کے آنے سے پہلے شائع ہو جایا کرے۔ دارالامان کے حالات اور activities اور بیرونی شعبوں کے متعلق اخبار و حالات زیادتی کے ساتھ درج ہوا کریں ؛

"الفضل":۔ اس امر کے متعلق دیگر اصحاب کو بھی اپنی اپنی رائے ظاہر کرنی چاہیئے تاکہ اس بارے میں جلد کوئی فیصلہ کرایا جاسکے ؛

---

## مدینۃ المسیح

جو اصحاب گورنر صاحب پنجاب کی خدمت میں ایڈریس پیش کرنے کے لئے گئے تھے۔ واپس آ گئے ہیں۔ وفد ۳۱ جنوری کو چار بجے شام پیش ہوا ؛

گذشتہ تین چار روز سے شدید سردی پڑ رہی ہے رات کو باہر برتنوں میں رکھا ہوا پانی جم جاتا رہا ؛

گرلز سکول کی گیارہ لڑکیاں آٹھویں جماعت کا امتحان دینے کے لئے گوجرانوالہ گئیں ؛

یکم و ۲ فروری کی درمیانی شب گیارہ بجے کے قریب زلزلہ کے جھٹکے محسوس ہوئے ؛

# اخبار احمدیہ فلسطین و شام

## مبلغ اسلام مولوی جلال الدین صاحب شمس کا مکتوب



فلسطین میں احمدی والدین سے جو پہلی لڑکی پیدا ہوئی۔ وہ برادرم نذیم آفندی کی بیٹی ہے۔ اس کی ولادت پر انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے بذریعہ خط نام دریافت کیا۔ حضورؑ نے اس کا نام خدیجہ تجویز فرمایا ہے۔ احباب سے دعا کے لئے درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ مولودہ مسعودہ کو عمر دراز عطا فرمائے۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح خادمہ دین بنائے۔ آمین

### البانیہ سے ایک مکتوب

ترانہ کی مجلس شرعی کے ایک ممبر کو میں نے ایک خط اور چند نسخے الهدایة السنیة کے روانہ کئے تھے۔ اس کے جواب میں وہ مسلمانان عالم کی تبلیغ اسلام سے کوتاہی اور اسلام کی بیچارگی کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

اس وقت تمام دنیا میں اور تو کوئی زخموں کی مرہم اور کوئی قلوب کو منور کرنے والی روشنی دکھائی نہیں دیتی۔ سوائے اس کے جو پنجاب سے بلند ہوئی ہے۔ اور آہستہ آہستہ تمام شہروں کو منور کرنے لگی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے بلند کرے الهدایة السنیة کو پڑھ کر انہوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اگر ایسے اور بھی ٹریکٹ ہوں۔ تو ارسال فرمائیں۔ نیز مولوی عبدالرحیم صاحب درد کی ملاقات کا بھی ذکر کیا ہے جب وہ ترانہ میں ان سے ملے تھے۔

### ۲۲۔ دسمبر کی شب

۲۲۔ دسمبر ۱۹۲۷ء کی شام کو مشائخ شام نے مجھے قتل کرنے کی نیت سے زخمی کر کے عام و خاص پر یہ روز روشن کی طرح ثابت کر دیا تھا۔ کہ وہ ہمارے دلائل اور براہین کے ساتھ مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس نے انہیں اس ارادہ میں بھی ناکام و ذلیل کیا۔ اور مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور جماعت احمدیہ کی دعاؤں کی برکت سے زندگی عطا فرمائی۔ لہذا فرمان نبوی من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ مجھ پر واجب تھا۔ کہ میں بھی ان احباب کے لئے دعا کروں۔ جنہوں نے میری شفا کے لئے دعا کی تھی۔ بنا بریں میں نے ۲۲۔ دسمبر ۱۹۲۸ء کی رات حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا۔ اور تمام خاندان نبوت اور جماعت احمدیہ کی ترقی اور مبلغین اور جلسہ کی کامیابی کے لئے دعا کرتے ہوئے گذاری۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع الدعاء۔

### شرق الاردن میں احمدیت

شرق الاردن میں پہلے ایک مدیر مدرسہ سلسلہ میں داخل ہیں۔ اب ایک اور شخص احمد سلیم الجزداوی سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو استقامت عطا فرمائے۔

### دعا کے لئے درخواست

امیر جماعت احمدیہ دمشق برادرم منیر آفندی الحصنی اس سال وکالت کا امتحان دیں گے۔ اور برادرم ممدوح حقی برادر احسان سامی حقی بی۔ اے کے امتحان میں شامل ہونگے۔ دونوں بھائیوں کی کامیابی کے لئے احباب درد دل سے دعا فرمائیں۔ اور نیز اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے سینوں کو قبولیت حق کے لئے کھول دے۔

### صحیح پتہ

بعض احباب خطوط پر غلط پتہ لکھ دیتے ہیں۔ اس لئے خط ملنے میں دیر ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص نے حیفا ضلع دمشق لکھا تھا۔ جس کی وجہ سے تین ماہ کے بعد مجھے خط ملا۔ پہلے دمشق گیا پھر وہاں سے مدت کے بعد واپس آیا۔ میرا صحیح پتہ مندرجہ ذیل ہے

جلال الدین شمس احمدی
المدرسة الجمالية الانكليزية طريق الناصرة
حيفا ۔ فلسطين

## مجلس مشاورت ۱۹۲۹ء

امسال مجلس مشاورت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے تحت بتاریخ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱ مارچ ۱۹۲۹ء ایام تعطیلات ایسٹر میں منعقد ہوگی۔ چونکہ ۲۹۔ مارچ کو جمعہ ہے۔ اس لئے مجلس کا انعقاد نماز جمعہ کے بعد شروع ہو کر اتوار کی دوپہر تک رہے گا۔ تمام جماعتیں مطلع رہیں۔

تمام خط و کتابت متعلق سوالات و ڈیلیگیٹس و تجاویز براہ راست حسب دستور قدیم دفتر پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے کی جائے۔

ناظر اعلیٰ قادیان دار الامان

## سال میں کم از کم ایک شخص کو احمدی بنانے کا عہد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء کے موقعہ پر احباب جماعت کو تبلیغ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا تھا۔ کہ وہ فیض جو انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ملا ہے۔ دوسرے لوگوں تک پہونچائیں۔ اور زیادہ نہیں تو کم از کم سال میں ایک ایک احمدی بنانے کا ضرور عہد کریں۔ اور دفتر ڈاک میں نام لکھائیں۔ جلسہ کے موقعہ پر عدیم الفرصتی کی وجہ سے بہت تھوڑے احباب نام لکھا سکے۔ امید ہے۔ احباب اس اعلان کو پڑھ کر ضرور توجہ فرمائیں گے۔ ایسے احباب کو چاہیئے۔ ۲۶۔ دسمبر ۱۹۲۹ء سے پہلے پہلے کوشش کر کے اپنے عہد کو پورا کر دیں۔ اور دفتر ہذا کو اس عہد کی جلد سے جلد اطلاع دیں۔ تاکہ اُن کا نام حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کیا جا سکے۔

خاکسار یوسف علی پرائیویٹ سیکرٹری

## مجلس مشاورت کے نمائندے

قبل ازیں تمام جماعتوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جا چکا ہے کہ وہ مشاورت کے لئے اپنے نمائندگان کے نام ۲۵ جنوری تک دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بھجوا دیں۔ مگر اس وقت تک بہت کم جماعتوں نے توجہ کی ہے۔ صرف ۱۷ جماعتوں کی طرف سے نمائندگان کے نام آئے ہیں۔ جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ جلد سے جلد اپنے اپنے نمائندگان کے نام بھجوائیں۔ مجلس مشاورت ۱۹۲۹ء ۲۹۔ مارچ سے ۳۱۔ مارچ تک منعقد ہوگی۔ اس لئے سوالات اور تجاویز وغیرہ یکم مارچ سے پہلے پہلے پہونچ جانے چاہئیں۔ تاکہ ایجنڈا وغیرہ تیار کرانے میں دقت پیدا نہ ہو۔ امید ہے۔ احباب توجہ فرمائیں گے۔ خاکسار یوسف علی پرائیویٹ سیکرٹری

## نبوت مسیح موعود اور غیر مبایعین

اس موضوع پر جو تقریر گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جناب مولوی غلام رسول صاحب آف راجیکی نے فرمائی تھی۔ اور جو اخبار الفضل ۱۸ جنوری ۱۹۲۹ء میں شائع ہو چکی ہے۔ وہ غیر مبایعین کے اعتراضات کے جواب میں ایسی مکمل۔ مدلل اور مسکت ہے کہ جماعت احمدیہ راولپنڈی نے اُسے غیر مبایعین کے زہریلے پروپیگنڈا کا صحیح تریاق پاکر ٹریکٹ کی صورت میں چھپوانے کا اہتمام کیا ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس ٹریکٹ کی ضرورت ہو۔ تو سید فتح علی شاہ صاحب سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ راولپنڈی سے دو روپیہ سیکڑہ کے حساب سے طلب فرمائیں۔ محصول ڈاک اس کے علاوہ ہوگا۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

**درخواست دعا** — میرا بچہ جس کی عمر چار ماہ ہے علیل ہے۔ میں پہلے کئی بچوں کا صدمہ اٹھا چکا ہوں۔ احباب درد دل سے دعا فرمائیں۔ خدا تعالیٰ میرے بچے کو صحت بخشے۔ نذیر احمد از گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# الفضل

نمبر ۶۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۵ فروری ۱۹۲۹ء | جلد ۱۶

# قادیان میں ذبیحہ گاؤ اور جھٹکہ کا سوال

## ہندوؤں کی دھمکیاں اور فتنہ انگیزی کے ارادے



## ذمہ وار حکام متوجہ ہوں

چند دن ہوئے سال ٹاؤن کمیٹی قادیان میں ایک سکھ نے جھٹکہ کی دکان کھولنے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے اور مسلمانوں نے مذبحہ گائے اور گوشت کی دکان کے لئے درخواستیں دیں۔ کمیٹی نے ان دونوں درخواستوں کو منظور کرتے ہوئے مذبحہ کے مقام اور دکانوں کی تعیین کردی۔ اب ذبیحہ گائے اور جھٹکہ کی اجازت دینے کا کام افسران بالا کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ اس کے متعلق ضروری تحقیقات کر رہے ہیں۔ لیکن ہندوؤں نے جیسا کہ ان کی عادت ہے۔ اس مقامی معاملہ کو بہت طول دینا شروع کر دیا ہے۔ اور ہندو اخبارات ان کی حمائت کرتے ہوئے اشتعال انگیز مضامین شائع کر رہے ہیں۔

یہ صاف بات ہے۔ کہ گائے کا گوشت استعمال کرنے کا مسلمانان قادیان کو بھی اسی طرح حق ہے جس طرح دیگر مقامات کے مسلمانوں کو۔ اور جبکہ جگہ بجگہ مذبح کھلے ہیں۔ اور تمام شہروں اور چھاؤنیوں میں روزانہ گائے کا گوشت کثرت سے فروخت ہوتا ہے۔ جہاں ہندو بھی کافی تعداد میں رہتے ہیں۔ اور ان کے جذبات کو کوئی صدمہ نہیں پہونچتا۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ قادیان میں گائے کا گوشت فروخت ہونے کی وجہ سے اندھیر آجائے۔ اور ہندوؤں کے بے جا شور و شر کی وجہ سے مسلمانان قادیان کو جن کی کئی ہزار کی آبادی ہے۔ اپنے اس حق سے باز رکھا جائے۔

سکھ جن کی آبادی قادیان میں نہایت ہی قلیل ہے جھٹکہ کی دکان کھولنا چاہتے ہیں۔ جو کہ ہمیشہ کے طریق کے بالکل خلاف ہے۔ آج تک کبھی جھٹکہ کی دکان تو الگ رہی۔ ذاتی استعمال کے لئے بھی کسی کو کھلم کھلا جھٹکہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ قادیان کے ہندو جھٹکہ کی دکان کھلوانے میں درپردہ سکھوں کے ساتھ ہیں۔ اور یہاں تک تو انہوں نے اخبارات میں بھی لکھوا دیا ہے۔ کہ

"قادیانی ہندو ویسے تو جھٹکہ کے خلاف نہیں ہیں"

(ملاپ ۲۲ جنوری)

اگرچہ وہ مسلمان جو جماعت احمدیہ میں داخل نہیں جھٹکہ کی دکان کھلنے کے سخت خلاف ہیں۔ اور ہماری جماعت کے بھی کچھ لوگ اسے پسندیدہ نظر سے نہیں دیکھتے۔ لیکن ہم اس کی مخالفت کرنا نہیں چاہتے۔ سکھ اگر ایسے طریق سے کسی حیوان کو ہلاک کر کے کھانا پسند کرتے ہیں۔ جو ہمارے نزدیک مردار کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور نہایت ناپاک ہو جاتا ہے۔ تو ہمیں کیا۔ اس کا برا اثر ان پر پڑیگا۔ وہ جب اسے اپنا حق سمجھتے ہیں۔ اور اس حق کو استعمال کرنے پر مصر ہیں۔ تو ہم کیوں مخالفت کریں۔ لیکن اسی طرح مسلمانوں کا بھی حق ہے۔ کہ گائے کا گوشت کھا سکیں۔ اور کسی کو اس میں رکاوٹ ڈالنے یا اس کے خلاف شور مچانے کا بھی حق نہیں ہے۔

جس طرح یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ کسی جانور کو جھٹکہ کے ذریعہ مردار بنا کر سکھوں اور ہندوؤں کے کھانے سے مسلمانوں کا کیا حرج ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم یہ سمجھنے سے بھی قطعاً قاصر ہیں۔ کہ مسلمانوں کے گائے کا گوشت استعمال کرنے کے متعلق ہندوؤں کو شور مچانے کا کیا حق ہے۔ بڑی سے بڑی وجہ ہندوؤں کی طرف سے یہ پیش کی جاتی ہے۔ کہ گائے کے ذبح ہونے سے ان کے جذبات کو صدمہ پہونچتا ہے۔ یہی بات قادیان کے ہندو اور ان کے حمائتی ہندو اخبارات قادیان میں گائے کا گوشت استعمال کرنے کی اجازت کے متعلق کہہ رہے ہیں۔ مگر ہم بالکل قریب کی ایک مثال پیش کر کے پوچھتے ہیں۔ اگر اس بات میں کچھ وزن ہے۔ تو ہندو بتائیں۔ بٹالہ کے اردگرد اور خود بٹالہ میں ہندوؤں اور سکھوں کی آبادی ہے۔ یا نہیں۔ اگر ہے۔ اور یقیناً ہے۔ تو شہر کے پاس کھلے میدان میں جو مذبح ہے۔ اور جہاں روزانہ بیسیوں گائیں ذبح کی جاتی ہیں۔ اسے عرصہ دراز سے اپنی جگہ پر قائم اور اپنا کام کرتے ہوئے دیکھ کر ان کے جذبات اپنا سا راز ور صرف کر کے ٹھنڈے ہو چکے ہیں۔ یا نہیں۔ وہ مقام قادیان سے بٹالہ جانے والی سڑک کے بالکل قریب ہے۔ اور اس سڑک پر سے گذرنے والے ہر قادیانی ہندو نے اسے دیکھا ہوا ہے۔ اگر اس مذبح کی اتنی وسیع چار دیواری کو گوارا کیا جا سکتا ہے۔ تو قادیان کے حدود میں اس سے بہت چھوٹے احاطہ کو کیوں برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

بات یہ ہے۔ یہ سب شور مچانے اور بدامنی پیدا کرنے کے حیلے ہیں۔ ورنہ جو بات دوسرے سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں مقامات پر برداشت کی جا سکتی ہے۔ وہ قادیان میں کیوں برداشت نہیں کی جا سکتی۔

ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ فاضلکا میں مسلمانوں کو ذبیحہ گائے کی اجازت ملنے پر ہندوؤں نے بڑا فتنہ اٹھایا۔ ہندو اخباروں نے بے حد اشتعال انگیز مضمون لکھے۔ گورنمنٹ کو بڑی بڑی دھمکیاں دیں۔ لیکن جب کمشنر صاحب نے بھی اس اجازت کو برقرار رکھا۔ اور اپنے فیصلہ میں تسلیم کیا۔ کہ فاضلکا میں مسلمانوں کی اتنی معقول آبادی ہے۔ جس کی درخواست کو مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ تو اس فیصلہ کے بعد اب فاضلکا میں بھی بآسانی وہی بات گوارا ہوتی رہے گی۔ جو دوسرے مقامات پر ہو رہی ہے۔

ہندو اخبارات قادیان کے مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں اور سکھوں کو بے حد اشتعال دلا رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی حکام اور مسلمانوں کو خطرناک رنگ میں دھمکیاں بھی دے رہے ہیں۔ چنانچہ ملاپ (۲۲ جنوری) لکھتا ہے:۔

"قادیان میں اکالی سکھوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی ہے..... قادیان کے گرد و نواح میں نصف لاکھ کے قریب ہندو اور سکھوں کی آبادی ہے۔ ان کی غیرت کبھی بھی اس بات کی اجازت نہ دیگی۔ کہ وہ قادیان میں اپنی آنکھوں کے سامنے گئو ہتیا ہوتی دیکھیں قادیان کو دوسرا فاضلکا بنانے کے سامان پیدا کئے جا رہے ہیں"

ایک دوسرا ہندو اخبار پارس (۱۹ جنوری) اس سے بھی چار قدم آگے بڑھکر لکھتا ہے:۔

"حالات اس بات کے متقاضی ہیں۔ کہ قادیان کو ملک پور اور سوفتہ بنانے کی کوشش نہ کی جائے۔ افسران ضلع کو اس بات پر اچھی طرح غور کرنا چاہیئے"

ہمیں امید رکھنی چاہیئے۔ ذمہ دار حکام اس قسم کی اشتعال انگیز تحریروں اور فتنہ خیز دھمکیوں کے نتائج کو مدنظر رکھتے ہوئے جہاں ذبیحہ گائے کے معاملہ میں ان کا کوئی اثر قبول نہ کریں گے۔ وہاں مفسدوں اور شریروں کی شرارت کو روکنے کیلئے بھی پورے طور پر مستعد ہونگے۔ اور اگر کوئی فتنہ پیدا ہوا۔ تو اس کی ساری ذمہ داری ان لوگوں پر رکھیں گے۔ جو خواہ مخواہ ہندوؤں اور سکھوں کو بھڑکا کر فساد کیلئے تیار کر رہے ہیں۔ باقی اپنے متعلق ہم یہ کہہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ ہم دوسروں کے مذہبی جذبات اور احساسات کا ہر طرح لحاظ رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ دھینگا مشتی سے جس بات کے ساتھ کوئی اپنے مذہبی جذبات وابستہ

کرلے۔ اور دھمکیاں دینا شروع کردے۔ اس کی وجہ سے ہم اپنے جائز حق سے دست بردار ہو جائیں۔ ہندوؤں کو ملک بھر اور سوفتہ میں مسلمانوں پر مظالم توڑنے کا بڑا گھمنڈ ہے۔ اور وہ ان خونیں واقعات کو دوسرے مقامات کے مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے پیش کر رہے ہیں جس سے ان کے دلی ارادوں کا پتہ لگتا ہے۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ اگر کبھی انہوں نے گورنمنٹ کے قوانین کی خلاف ورزی اور ذمہ دار حکام کی حکم عدولی کرتے ہوئے کوئی فتنہ اٹھایا۔ تو انہیں ایسا سبق حاصل ہوگا جسے ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ ہم امن پسند ہیں۔ دوسروں کے امن میں خلل ڈالنا گناہ سمجھتے ہیں۔ لیکن خود بھی امن میں رہنے کا حق رکھتے۔ اور اپنی عزت و آبرو اور جان و مال کی حفاظت کرنا اپنا مقدس فرض سمجھتے ہیں ؛

## ایڈیٹر صاحب مشرق کی افسوسناک وفات

ہمیں یہ خبر پڑھ کر بہت رنج اور افسوس ہوا۔ کہ جناب حکیم برہم صاحب ایڈیٹر اخبار مشرق گورکھپور ۲۴ر جنوری کو فالج کے مہلک حملے سے وفات پا گئے۔ حکیم صاحب موصوف ایک قابل اور مسلمانوں کے مفاد کے لئے سر توڑ کوشش کرنے والے اخبار نویس تھے۔ انہوں نے اپنے اخبار "مشرق" کے ذریعہ ایک لمبے عرصہ تک مسلمانوں کی جو خدمات سرانجام دی ہیں۔ وہ نہائت ہی قابل قدر ہیں۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ نہ صرف صوبجات متحدہ کے مسلمانوں کا بلکہ تمام مسلمانان ہند کا ایک ایسا ہمدرد اور خیر خواہ دنیا سے رخصت ہوگیا جس نے اپنی ساری عمر اپنی قوم کی سچی خدمت گذاری میں صرف کردی۔ اور جس کی وفات سے ایسی جگہ خالی ہوگئی ہے۔ کہ اس کا پر ہونا بظاہر حالات ناممکن ہے ؛

حکیم صاحب موصوف اہم سے اہم اور نازک سے نازک معاملات میں نہائت صائب رائے رکھتے اور بلا خوف لومۃ لائم بڑی جرات سے حق بات پیش کیا کرتے تھے۔ جماعت احمدیہ کی دینی اور مذہبی خدمات کا نہ صرف ہمیشہ کھلے دل سے اعتراف کیا کرتے تھے۔ بلکہ مسلمانوں کے دلوں میں ان کی قدر و منزلت پیدا کرنے کیلئے پرزور مضامین شائع کیا کرتے تھے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کو خاص تعظیم و تکریم کی نظر سے دیکھتے۔ اور آپ کی مذہبی اور سیاسی معاملات کے متعلق آراء سے ہمیشہ استفادہ حاصل کیا کرتے تھے ؛

جناب حکیم صاحب کو اس وجہ سے بارہا کوتہ اندیش اور تنگ دل لوگوں کی طرف سے دھمکیاں دی گئیں۔ اور نقصان بھی پہونچایا گیا۔ مگر انہوں نے کبھی اس کی پرواہ نہ کی۔ اور حق بات کہنے سے باز نہ رہے۔ ہم ان کی وفات پر اپنے رنج و افسوس کا اظہار کرتے اور ان کے لواحقین سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی رکھتے ہیں ؛

## ہندوؤں کی سابق شاہ کابل سے ہمدردی

وہ ہندو اور خاص کر آریہ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کے متعلق جس میں تمام انسانی خوبیاں جمع ہیں۔ کبھی کلمہ خیر منہ سے نکالنے کے روادار نہیں۔ بلکہ آئے دن نہائت ناپاک اور گندی تحریریں شائع کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آج کل بھی دہلی میں آریوں کی شدھی سبھا کے سکرٹری پر اسی جرم میں مقدمہ چل رہا ہے۔ اور سارے کے سارے اس کو بچانے اور اس کے لئے روپیہ جمع کرنے میں مصروف ہیں۔ وہ سابق شاہ کابل امان اللہ خاں کے متعلق بڑی ہمدردی اور خیر خواہی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور ہندوستان کے مسلمان اس پر پھولے نہیں سماتے۔ حالانکہ جس نقطہ نگاہ کے لحاظ سے ہندو ایسا کر رہے ہیں۔ وہ ایسا ہے۔ کہ کسی مسلمان کو ان کی ہمدردی کو کچھ بھی وقعت نہیں دینی چاہیئے۔

ہندوؤں کی ہمدردی محض اس لئے ہے۔ کہ ان کے خیال میں سابق شاہ کابل نے کچھ ایسی باتوں کو کابل میں رائج کرنا چاہا تھا۔ جن کی وجہ سے اسلام کی تعلیم کے مٹنے اور اسلام کو نقصان پہونچنے کا خطرہ تھا۔ چونکہ ہندوؤں کی دلی خواہش یہ ہے۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ اسلام کو نقصان پہونچے اس لئے وہ اپنے آپ کو سابق شاہ کابل کے بڑے ہمدرد بتا رہے ہیں پس جو زبانیں اور قلمیں سید ولد آدم رحمۃ للعالمین کی شان میں بے ہودہ سرائی سے باز نہ آئیں۔ یا بے ہودہ سرائی کرنے والوں کی تائید میں چلیں۔ ان کا آپ کے ایک غلام کی شان میں قصیدہ خوانی کرنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا ؛

## سکھ جھٹکہ کریں اور مسلمان گائے کا گوشت کھائیں

قادیان کے سکھوں کی طرف سے جن کی آبادی نہائت ہی قلیل ہے۔ سابقہ رواج کے بالکل خلاف حال میں جھٹکہ کی دوکان کھولنے کی تیاری سے ہی ظاہر تھا۔ کہ دراصل اس میں کوئی اور طاقت کام کر رہی ہے۔ جس کی طرف سے یہ انگیخت ہو لیکن اب تو سکھوں کے اخبار "شیر پنجاب" ۲۷ر جنوری سے یہ بات پائیہ ثبوت تک پہونچ گئی ہے۔ چنانچہ قادیان میں جھٹکہ کی دکان کے کھلنے کا ذکر کرتا ہوا اخبار مذکور لکھتا ہے:۔

"سکھوں کو چاہیئے۔ کہ ہر جگہ جہاں وہ رہتے ہیں۔ نہائت آزادی سے جھٹکہ کریں۔ اور اس میں کسی کا لحاظ بالکل نہ کریں۔ مسلمانوں کی ناجائز خواہشات کے سامنے جھکنے سے وہ اپنی راہ میں کانٹے بکھیر رہے ہیں"۔

سکھوں کو اختیار ہے۔ کہ وہ کسی کا لحاظ کریں۔ یا بالکل نہ کریں۔ لیکن انہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ سکھوں اور ہندوؤں کی ناجائز خواہشات کے سامنے جھک کر مسلمان بھی اپنے راستہ میں کانٹے بچھانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اگر پنجاب میں کسی جگہ گائیں ذبح نہ ہوتی ہوں۔ تو پھر کہا جا سکتا ہے۔ کہ ہندوؤں اور سکھوں کو قادیان میں گائیں ذبح ہونے پر شکائت پیدا ہو سکتی ہے لیکن جبکہ دوسرے مقامات پر کھلم کھلا ایسا ہوتا ہے۔ تو پھر قادیان کے متعلق ان کا شور مچانا ان کی ناجائز خواہش نہیں تو اور کیا ہے۔ ہمارا تو یہ فیصلہ ہے کہ جس جانور کا جس طرح گوشت کھانے کو سکھوں کا جی چاہتا ہے۔ اس طرح وہ کھائیں۔ اور جس جانور کا مسلمان کھانا چاہتے ہیں۔ وہ کھائیں۔ نہ مسلمان سکھوں اور ہندوؤں کو جھٹکہ سے روکیں۔ نہ سکھ اور ہندو مسلمانوں کو گائے کا گوشت استعمال کرنے میں رکاوٹ پیدا کریں ؛

## ہندوستان میں فسادات کا اصل سبب

ہندو اپنے مذہبی معتقدات کی بنا پر یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہی تمام مخلوق خدا سے افضل و برتر ہیں۔ تمام تقدس اور طہارت انہی کے حصہ میں آئی ہے۔ اور باقی تمام دنیا کے باشندے ناپاک۔ اچھوت۔ ملیچھ اور محض ان کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں ؛

ہندوؤں کی یہی ذہنیت بہت حد تک فسادات کا موجب ہوتی ہے۔ اس ذہنیت کے ماتحت چونکہ ہندو دوسروں کو اپنے جیسا انسان سمجھتے ہی نہیں۔ اس لئے ہمیشہ دوسروں کے جائز حقوق غصب کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور ہمیشہ دوسروں سے ہتک آمیز اور انسانیت سے گرا ہوا سلوک روا رکھتے ہیں جس کے نتیجہ میں باہمی جنگ و جدال ہونا لازمی ہے۔ یہ ہم ہی نہیں کہتے۔ بلکہ تعلیم یافتہ ہندو بھی ہندوؤں کی اس ذہنیت کو ہی ہندو مسلم فسادات کے لئے ذمہ دار گردانتے ہیں۔ چنانچہ جاشہ ناتھ جلالپوری آریہ ویر (۲۱ر جنوری ۱۹۲۹ء) میں لکھتے ہیں۔

"اگر آج ہندوؤں کے اندر یہ یقین ہو جائے کہ وید بھگوان کی رو سے ہر ایک انسان مساوی حقوق رکھتا ہے۔ اور وہی ذات پات میں کوئی بھی فضیلت اور تخصیص نہیں پائی جاتی تو عین اغلب ہے۔ کہ ہندو مسلم تنازعات فوراً کالعدم ہو جائیں"۔

رائے تو بہت اچھی ہے۔ لیکن جب وید بھگوان نے ہر ایک انسان کو مساوی حقوق دیئے ہی نہیں تو ہندو مجبور ہیں ؛

## خوشحالی کا بہترین ذریعہ

دنیا میں تمول اور خوشحالی کا انحصار بہت حد تک تجارت پر ہے اور یہ ایک ایسا ذریعہ ہے۔ جو انسان کو مالامال کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پسند فرمایا ہے۔ آج سے چند سال قبل لنڈن کے ایک شخص مسٹر ولیم روز نے چند شرکاء سے مل کر صرف خمسات پونڈ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی۔ لیکن پیہم دوڑ دھوپ اور استقلال سے کام کرنیکا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ آج وہ یورپ کا ایک بہت بڑا کارخانہ دار ہے۔ اسکی کمپنی جس میں دو لاکھ حصہ دار ہیں اڑھائی ہزار شاندار مکانات کی مالک ہے۔ اور پانچ ہزار معقول مشاہرہ پانیوالے ملازم اس میں کام کرتے ہیں۔ اس کی سالانہ بکری کم از کم ستر لاکھ پونڈ ہے۔

پچھلے دنوں باوجود اس دعوے کے کہ غیر مبائعین کو لاکھوں روپے کی آمدنی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے اپنی انجمن کی حالت زار کے متعلق "دس دن" کے عنوان سے ایک چٹھی شائع کی جس میں ہر وہ رنگ اختیار کیا جس سے اپنے احباب کے جذبات رحم کو جوش میں اور ان کے دست سخا کو حرکت میں لا سکتے تھے۔ اپنی مالی مشکلات اور پریشانیاں بیان کیں۔ اپنا بنا بنایا کھیل بگڑ جانے کا خوف دلایا۔ بے حد منت و سماجت کی۔ اور حد درجہ کی لجاجت سے کام لیا۔ تا جو "دست سوال" انہوں نے "ساری قوم کے سامنے" پھیلایا۔ وہ خالی نہ رہے۔ اور انہیں کچھ نہ کچھ مل جائے۔

---

مولوی صاحب کی مذکورہ بالا چٹھی سے چند فقرات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ تا ناظرین اندازہ لگا سکیں۔ کہ اس میں طلب زر کی تاثیر پیدا کرنے کے لئے کیا کیا ڈھنگ اختیار کئے گئے۔ اور کس طرح مولوی صاحب نے اپنی ساری قابلیت اسے لکھنے میں صرف کر دی ہے۔

---

چٹھی کی ابتدا یوں شروع ہوتی ہے:۔

"انجمن کی مالی حالت یوں تو گذشتہ دو سال سے ناقابل اطمینان چلی آتی ہے۔ لیکن گذشتہ گرمیوں کے موسم میں یہ مشکلات اس قدر ترقی کر گئیں۔ کہ بعض بلوں کی ادائگی دو دو تین تین ماہ تک رکی رہی۔ اور آخر بہت سا قرض لیکر اب بیل ادا کئے گئے۔ اس سے انجمن یعنی احمدی قوم کی نیک شہرت کو نقصان پہونچا"۔

"قرضے کے اس قدر بڑھ جانے سے کام چلنا دشوار ہو گیا ہے۔ ڈر ہے۔ کہ کسی وقت مشکلات ناقابل برداشت نہ ہو جائیں"۔

---

یہ اس انجمن کی کہانی اس کے پریزیڈنٹ کی زبانی ہے جس کی سالانہ آمدنی پر بڑا فخر کیا جاتا اور جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں اسے اپنی کامیابی اور صداقت کی علامت ٹھہرایا جاتا ہے۔ چنانچہ یکم جنوری کے پیغام نے اپنے "حضرت امیر ایدہ اللہ" کے حسب ذیل کلمات طیبات شائع کئے ہیں:۔

"کسی نے پوچھا۔ کہ ہماری انجمن کی جائداد کس قدر ہے۔ تو حضرت امیر ایدہ اللہ نے بتایا۔ کہ گذشتہ سال منقولہ و غیر منقولہ جائداد کا تخمینہ ۶ لاکھ تھا۔ اس کے بالمقابل قادیان میں جو قومی جائداد ہم چھوڑ آئے تھے۔ اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوا"۔

---

ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی صاحب کو اپنی لاکھوں کی جائداد پر اتنا فخر ہے۔ کہ اگر کوئی اس کے متعلق ان سے پوچھتا ہے۔ تو وہ سوال سے آگے بڑھ کر خود بخود "قادیان کی قومی جائداد" کا ذکر کرنا شروع کر دیتے اور بلا تکلف ارشاد فرما دیتے ہیں۔ "اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوا"۔

---

اول تو یہی غلط اور صریح غلط ہے۔ کہ "اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوا" لیکن سوال یہ ہے۔ آپکو اس سے کیا۔ آپ اس جائداد میں روز بروز اضافہ کیجئے جس پر آپ کا قبضہ ہے۔ البتہ اتنی بات ہماری بھی سن لیجئے کہ غیر منقولہ کی بجائے منقولہ کی طرف زیادہ توجہ ہو۔ تا اگر کسی وقت قادیان کی طرح لاہور سے بھی آپ کو ہجرت کرنی پڑے۔ تو آسانی سے منقولہ جائداد کو اپنے ساتھ منتقل کر سکیں۔ جیسا کہ آپ نے قادیان میں کیا۔ ہزاروں روپے تنخواہ وصول کر کے قرآن کا جو ترجمہ کیا تھا۔ اسے تو اس حیلہ سے لے گئے۔ کہ ابھی مکمل کرنا ہے۔ اس کے علاوہ ہزاروں روپے کی نہایت قیمتی اور نایاب کتب بھی اڑا لے گئے۔ اگر یہ چیزیں منقولہ نہ ہوتیں۔ تو کس طرح آپ لے جا سکتے۔

---

خیر یہ ایسی باتیں ہیں جن کے متعلق ہمیں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اس وقت یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ وہ مولوی صاحب جنہیں دعوے ہے۔ کہ ان کی سالانہ آمدنی جماعت احمدیہ کی آمدنی کی نسبت زیادہ ترقی پذیر ہے۔ ان کے آمدنی بڑھانے کے کیا ڈھنگ ہیں۔

---

مولوی صاحب اپنے آپ کو مشکلات میں گھرا ہوا بتانے کے بعد فرماتے ہیں:۔ "اب میں دست سوال ساری قوم کے سامنے پھیلاتا ہوں"۔ یہ کافی عاجزانہ درخواست ہے۔ لیکن یہ سمجھ کر کہ شاید اس سے کوئی اثر پذیر نہ ہو۔ فرمایا:۔

"آپ کی دس دن کی آمدنی کے لئے میں آپ ہی کی قوم کی طرف سے سائل کی حیثیت میں آپ کے دروازہ پر آیا ہوں۔ واما السائل فلا تنھر"۔

---

اب جبکہ قرآن کریم کی آیت کو اپنی سفارش کے طور پر پیش کر چکے تھے۔ تسلی ہو جانی چاہئے تھی۔ کہ ان کی آواز خالی نہ جائے گی۔ لیکن نہیں ان کا خدشہ دور نہ ہوا۔ اس لئے انہیں کہنا پڑا:۔

"مجبور ہو کر آپ سے سوال کیا ہے۔ اگر مجھے کوئی رستہ اس وقت نظر آتا۔ تو میں آپ کو تکلیف نہ دیتا"۔

---

اب تو حد ہو گئی۔ لیکن مولوی صاحب کو پھر بھی یقین نہ آیا۔ کہ اس قدر منت و سماجت اور راگنی آہ وزاری کے بعد بھی اپنے احباب کے دل پسیجیں گے۔ اس لئے انہوں نے چٹھی ختم کرنے سے قبل یہ التجا بھی کرنی ضروری سمجھی:۔

"میں نے کسی دوست کے خط کا جواب دینے سے پہلو تہی نہیں کی۔ آپ بھی اسے میرا ذاتی خط سمجھیں۔ اور جواب سے محروم نہ رکھیں"۔

---

مولوی صاحب کو اپنے "احباب" کے دل و دماغ کا اندازہ لگا کر بار بار اپنی چٹھی کو "دردناک" اور "جاذب رحم" بنانے کی بلا وجہ ضرورت پیش نہ آتی۔ جب اپنے متعلق ان کا اپنا یہ بیان ہو۔ کہ

"میں اپنی حالت بیان کرتا ہوں۔ خدا کے لئے مانگا جائے۔ تو خیال ہوتا ہے۔ کہ اس قدر دینگے۔ تو ہمارا گزارہ کس طرح ہوگا۔ بال بچے کو کس طرح کھلائینگے۔ اپنی ضرورتوں کو کس طرح پورا کریں گے۔ سب رستے بند نظر آتے ہیں"۔

تو ان سے تعلق رکھنے والوں کی خدا کے لئے مانگنے پر جو حالت ہونی چاہئے۔ اس سے وہ ناواقف نہ تھے۔ اسی لئے بار بار لجاجت اور عاجزی سے کام لیتے اور کئی طریقوں سے اپنے احباب کے جذبات کو اپیل کرتے رہے۔

---

لیکن نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ جناب مولوی صاحب کو ایسی عاجزانہ چٹھی کا جواب دینے والے جس کے جواب سے محروم نہ رکھنے کی انہوں نے خاص طور پر التماس کی تھی۔ ان کے دو سو دوست بھی پیدا نہ ہوئے۔ چنانچہ پیغام میں جواب دینے والوں کے جو نام جلی لکھکر شائع کئے گئے ہیں۔ ان کی تعداد دو سو تک بھی نہیں پہونچی۔ حالانکہ ان میں انجمن کے ملازمین کے نام بھی شامل ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ "صدائے امیر" خواہ وہ کتنی ہی عاجزانہ اور دردمندانہ الفاظ میں کی جائے۔ کس قدر اثر رکھتی ہے۔ اور "حضرت امیر" کے احباب کا حلقہ کتنا وسیع ہے۔

---

ان ناموں کے فراہم کرنے میں مولوی محمد علی صاحب کو اور ان کی اشاعت میں "پیغام صلح" کو جس قدر تگ و دو کرنی پڑی ہے۔ اس کا لحاظ رکھتے ہوئے ہم اس بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ حالانکہ بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن احباب جماعت احمدیہ فیض اللہ چک نے ہم سے جو درخواست کی ہے۔ اسے "حضرت امیر" اور مدیر پیغام کی خدمت میں پیش کر کے تاخذ پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ "صدائے امیر پر لبیک" کے عنوان سے ۱۸۔ دسمبر ۱۹۲۸ء کے پیغام میں جن "تاج الدین صاحب از فیض اللہ چک" نے لکھا ہے:

"کوشش میں ہوں۔ کہ جو کچھ ہو سکے۔ جلسہ سالانہ پر لا کر حاضر کر سکوں"۔

یہ کون صاحب ہیں۔ جہاں تک فیض اللہ چک کے احباب کی واقفیت کا تعلق ہے ان کا بیان ہے۔ کہ ان کے گاؤں میں کوئی ایسے تاج الدین نہیں۔ جو "صدائے امیر پر لبیک کہتے ہوئے جو کچھ ہو سکے جلسہ سالانہ پر حاضر کر دیں"۔ مدیر پیغام احباب فیض اللہ چک کی اس درخواست کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے ضرور ان صاحب کا پتہ دیں۔

# حقائق القرآن

## آیۃ لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ کی تفسیر

### فرمودہ حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ



۱۴ جنوری ۱۹۲۹ء مسجد احمدیہ لاہور میں حضورؑ نے یہ تقریر فرمائی :-

میں نے ایک دفعہ

### ایک رویا

دیکھا تھا۔ جسے کئی دفعہ سنا چکا ہوں۔ اس کے اندر اخلاقی اور روحانی سبق دیا گیا ہے۔ چونکہ اس موقعہ کے لحاظ سے بھی وہ اس قابل ہے۔ کہ اس کے ذکر سے میں اس وقت تقریر شروع کروں اس لئے اس کا ذکر کرتا ہوں۔

میں نے رویا دیکھا۔ کہ ایک چھوٹا سا بچہ ہے۔ جو نہائت خوبصورت نہائت حسین۔ نہائت پاکیزہ اور نہائت ذکی ہے۔ جس کے چہرہ سے نور کی شعاعیں نکلتی۔ اور جس کی آنکھوں سے ذہانت اور فراست ٹپکتی ہے۔ آٹھ نو سال کی اس کی عمر ہے۔ اور نہائت خوبصورت لباس پہنے ہوئے ہے۔ ایک سنگ مرمر کا چبوترہ ہے۔ جس کے ساتھ سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ وہ بچہ دوسری یا تیسری سیڑھی پر کھڑا اوپر ہاتھ اٹھائے اور سر جھکائے دعا مانگ رہا ہے۔ تب میں نے دیکھا۔

### بادلوں میں سے

ایک حسین عورت جس کے لباس کے رنگ غیر معمولی شوخی اور خوبصورتی رکھتے ہیں۔ اور نہائت خوشنما رنگوں والے پَر رکھتی ہے۔ نیچے اُتری۔ اور بچے پر جھک کر اسے پیار کرنے لگی۔ اس وقت مجھے بتایا گیا۔ بچہ حضرت مسیح ہے۔ اور عورت حضرت مریم۔ تب میری زبان پر یہ فقرہ جاری ہو گیا۔

Love creates love

### محبّت محبّت پیدا کرتی ہے

یہ ایک نہائت ہی زبردست صداقت ہے۔ کہ محبت قلوب کے نہائت باریک خانوں میں داخل ہو جاتی ہے۔ آواز کے لحاظ سے یہ سب سے زیادہ خاموش چیز ہے۔ لیکن اثرات کے لحاظ سے سب سے زیادہ واضح ہے۔ وہ شخص جس کی آنکھ محبت کے باریک اثرات دیکھنے کی قابلیت نہیں رکھتی۔ وہ تمام عالم میں سکون اور خاموشی دیکھ رہا ہوتا ہے۔ لیکن

### محبت کے جذبات

اتنا عظیم الشان تلاطم اندر ہی اندر پیدا کر دیتے ہیں۔ کہ وہ کان جو محبت کے اثرات سننے سے ناآشنا اور وہ آنکھیں جو محبت کی حرکات دیکھنے سے قاصر ہوتی ہیں۔ وہ بھی حیران رہ جاتی ہیں ؛

میں نے اس کے اثرات کو دیکھا۔ اور بارہا دیکھا ہے۔

بیسیوں دفعہ ایسا ہوا ہے۔ کہ میں نہائت کمزوری اور نقاہت کی حالت میں دوستوں کی مجلس میں آیا۔ اور اس خیال اور اس وثوق سے آیا۔ کہ اس قلیل عرصہ میں کوئی موقعہ ایسا پیدا نہیں ہو سکتا۔ کہ دوست مجھ سے باتیں سننے کی جو خواہش رکھتے ہیں۔ وہ پوری کی جا سکے۔ لیکن ایک مخفی ہاتھ نے اور اس

### مخفی ہاتھ

نے جو گرے ہوئے کو اٹھاتا اور کمزور کو سہارا دیتا ہے۔ میری حالت میں تغیر پیدا کر دیا۔ اور خدا تعالےٰ نے مجھے توفیق دی۔ کہ میں تقریر کروں۔ اور دوستوں کو روحانی اور جسمانی تربیت کے متعلق باتیں سناؤں ؛

اِسی

### جلسہ سالانہ پر

ایک صاحب نے جو یوں تو کئی سال سے ملتے ہیں۔ مگر ابھی تک غیر احمدی ہیں۔ مجھ سے سوال کیا۔ کہ میں نے کئی بار دیکھا ہے۔ آپ بیمار اور کمزور ہوتے ہیں۔ مگر پھر بھی لمبی تقریریں بھی کرتے ہیں۔ آپ کو کس قسم کی بیماری ہے۔ جس کی آپ کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ اور اتنی مشقت برداشت کر لیتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے بیماری تو اسی قسم کی ہوتی ہے جس قسم کی دوسرے لوگوں کو ہوتی ہے۔ مگر موقعہ پر خدا تعالےٰ طبیعت میں ایسا تغیر پیدا کر دیتا ہے۔ کہ میں تقریر کے لئے کھڑا ہو جاتا ہوں اور پھر وہ خیالات کے اظہار کی توفیق بھی عطا کر دیتا ہے ؛

میں آج بھی ارادہ تو نہ رکھتا تھا۔ کہ یہاں کوئی تقریر کروں چند ہی دن ہوئے۔ کہ میں چارپائی سے اُٹھا ہوں۔ ۹ دسمبر سے لیکر آج سے ۵۔ دن قبل تک میں صاحبِ فراش تھا۔ اسی وجہ سے لاہور تک موٹر میں آنے کی وجہ سے کمر میں درد ہو گیا ہے۔ آج کچھ حرارت بھی ہے۔ اس لئے میں امید نہ رکھتا تھا کہ کچھ بیان کر سکوں گا۔ مگر بعض دوستوں نے جب مجبور کیا۔ کہ میں کرسی پر بیٹھوں۔ اور یہ مجھے گراں گذرا۔ کہ باقی دوست فرش پر بیٹھے ہوں۔ اور میں کرسی پر بیٹھوں۔ اس لئے میں نے یہی مناسب سمجھا۔ کہ تقریر کروں۔ اس طرح سب دوست دیکھ بھی لیں گے۔ اور باتیں بھی سُن لیں گے ؛

میں نے اس سال سالانہ جلسہ کے موقعہ پر

### قرآن کریم کی طرف

دوستوں کو خاص طور پر توجہ دلائی تھی۔ اس وقت بعض دوستوں نے کچھ سوالات کئے تھے۔ اور رقعے لکھ کر دئے تھے۔ چونکہ دوران تقریر میں جواب دینا اصل تقریر سے دوسری طرف متوجہ ہو جانا ہوتا ہے۔ اور یہ اصول رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے بھی خلاف ہے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات کر رہے تھے۔ کہ دوسرے شخص نے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ آپؐ نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ اس سے اس نے سمجھا۔ آپؐ ناراض ہیں۔ لیکن جب آپؐ نے کلام ختم کیا۔ تو اسے بلایا۔ اور فرمایا دوران کلام میں بات کرنا درست نہیں۔ اب میں نے وہ بات ختم کر لی ہے۔ تم جو بات کرنا چاہتے ہو۔ کرو ؛

میرا

### اپنا طریق

یہ ہے۔ کہ بعض دفعہ جب کوئی سوال موضوع تقریر سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ تو میں اس کا جواب بیان کر دیتا ہوں۔ اور بعض اوقات جب سوال موضوع تقریر سے الگ ہوتا ہے۔ اسے چھوڑ دیتا ہوں۔ جلسہ کے موقعہ پر جب میں تقریر کر رہا تھا۔ تو ایک سوال اگرچہ قرآن کے متعلق کیا گیا تھا۔ مگر میرے مضمون سے تعلق نہیں رکھتا تھا اس لئے میں نے چھوڑ دیا تھا۔ لیکن چونکہ ممکن ہے۔ وہ سوال اور لوگوں کے دل میں بھی پیدا ہوتا ہو۔ اس لئے اب اس کے متعلق بیان کرتا ہوں

### سوال یہ تھا

کہ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ کہ قرآن کو پاکیزہ اور مطہر لوگ ہی چھوئیں گے۔ دوسرے لوگ اس تک پہونچ نہیں سکیں گے۔ مگر ہم تو دیکھتے ہیں۔ دنیا میں گندے سے گندے لوگ قرآن کریم کو ہاتھ لگا لیتے ہیں۔ عیسائی۔ ہندو۔ آریہ جو کہ خدا تعالےٰ کو گالیاں دینے والے اور شرعی طہارت کا قطعی خیال نہ رکھنے والے بھی قرآن کریم کو چھوتے ہیں۔ عیسائیوں نے تو قرآن کریم چھپوائے بھی ہیں۔ پھر اس آیت کا کیا مطلب ہوا۔ جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہندو اور عیسائی قرآن کریم چھپواتے۔ اسے فروخت کرتے اور اس کی تفسیریں لکھتے ہیں ؛

بعض نے اس کا یہ

### جواب

دیا ہے۔ کہ اس سے یہ مراد نہیں۔ کہ کوئی ناپاک انسان قرآن کریم کو چھو نہیں سکتا۔ بلکہ یہ کہا گیا ہے۔ کہ کوئی ناپاک انسان چھوئے نہیں یعنی یہ حکم ہے۔ اور اس کے صرف یہ معنی ہیں۔ کہ قرآن کریم کو با وضو ہاتھ لگایا جائے۔ اگر کوئی اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ تو وہ گنہگار ہے۔

لیکن نہ تو اس آیت کا یہ مفہوم ہے۔ اور نہ سیاق و سباق کے لحاظ سے یہ مفہوم درست ہے۔ علاوہ ازیں ہم دیکھتے ہیں۔ اس بارے میں

### صحابہ میں بھی اختلاف

ہے۔ حضرت علی رضؓ کہتے ہیں۔ حائضہ عورت بھی قرآن کریم کو ہاتھ لگا سکتی ہے۔ اور بہت سے آئمہ نے لکھا ہے۔ حائضہ عورت پڑھ بھی سکتی ہے۔ اور پڑھنا بھی مس ہے۔ کیونکہ قرآن کے الفاظ ذہن میں سے گذرتے ہیں ✦

بہرحال حائضہ کو کپڑے میں ہاتھ لپیٹ کر قرآن کریم کو چھونے یا بغیر کپڑے کے چھونے بلکہ پڑھنے کی بھی اجازت دی گئی ہے۔ پھر لایمسہ الا المطھرون کا کیا مطلب ہوا۔ اس کے متعلق لوگوں کو بہت سی مشکلات پیش آئی ہیں۔ مگر خدا تعالٰے نے مجھے اس کے

### نہایت لطیف معنی

سمجھائے ہیں۔ میرے نزدیک اس کے دو معنی ہیں ✦

ایک معنی تو یہ ہیں۔ کہ سچا اور حقیقی مس یہ ہوا کرتا ہے۔ کہ اس چیز سے تعلق ہو جائے۔ مثلاً محاورہ ہے۔ فلاں کو تو فلاں مضمون سے مس ہی نہیں۔ باوجود اس کے کہ ایک لڑکا مدرسہ میں جاتا ہے پورا وقت کلاس میں بیٹھتا ہے۔ مگر استاد اس کے متعلق کہتا ہے اسے تو فلاں مضمون سے مس ہی نہیں۔ کیا اس پر وہ طالب علم کہہ سکتا ہے۔ کہ استاد کی یہ بات صحیح نہیں۔ کیونکہ میں روز مدرسہ جاتا ہوں۔ اس مضمون کی کتاب میرے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ پھر کیونکر مجھے اس مضمون سے مس نہیں۔ بات یہ ہے۔ استاد کے کہنے کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ اسے اس مضمون سے حقیقی لگاؤ نہیں۔ ان نتائج کو وہ حاصل نہیں کرسکتا۔ جو اس مضمون کے پڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ تو لایمسہ الا المطھرون کے

### ایک معنی

یہ ہیں۔ کہ قرآن کریم اپنے ساتھ فوائد لایا ہے۔ وہ یہ نہیں کہتا۔ کہ جو میرے ساتھ تعلق پیدا کرے گا۔ وہ قیامت کو ہی نجات پاسکیگا۔ اگر قرآن کا صرف یہی دعوےٰ ہو۔ تو کوئی یہ کہہ سکتا ہے مرنے کے بعد اگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ تو پھر کیا کریں گے۔ قرآن کریم نے اس سوال کو یوں حل کیا ہے۔ کہ کہتا ہے۔ میں اپنے ماننے والوں اور سچا تعلق پیدا کرنے والوں کو اسی دنیا میں

### انعامات کا وارث

بنا دیتا ہوں۔ یہ ثبوت ہوگا۔ اس بات کا کہ اگلے جہاں میں بھی قرآن کے ماننے والوں کو نجات حاصل ہوگی ✦

چنانچہ قرآن کریم اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں کے متعلق بتاتا ہے۔ اولٰئک علٰی ھدًی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون۔ کہ ایسے لوگوں کو دو باتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ ایسے لوگ ہدایت الٰہی پر سوار ہو جائیں گے۔

### ہدایت پر سوار

ہونے کا کیا مطلب ہے۔ یہ کہ جس طرح گھوڑا اپنے سوار کے ماتحت ہو جاتا ہے۔ جدھر سوار چاہے۔ اسے پھیر لیتا ہے۔ اسی طرح ہدایت ایسے لوگوں کے تابع ہو جاتی ہے۔ یعنی ایسے انسان کے ذریعہ ہدایت پھیلتی ہے۔ یہ قرآن کریم کی

### خاص خصوصیت

ہے۔ دوسری مذہبی کتابیں تو یہ کہتی ہیں۔ کہ ان کے ذریعہ لوگوں کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ مگر قرآن یہ کہتا ہے۔ اس کی تعلیم پر چلنے والے کو یہ مقدرت حاصل ہو جاتی ہے۔ کہ وہ دنیا میں انقلاب پیدا کر دیتا ہے۔ وہ جدھر رخ کرتا ہے۔ دنیا اس کے قدموں میں گرتی ہے۔

### دوسری بات

قرآن پر عمل کرنے والوں کے متعلق یہ بیان کی۔ کہ اولٰئک ھم المفلحون۔ جس مقصد کو لے کر وہ کھڑے ہونگے۔ اسے ضرور پالیں گے۔ مفلحون کے یہ معنی نہیں کہ بڑے بن جائینگے۔ اس کا یہ مطلب قرار دے کر اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ ہم تو دیکھتے ہیں قرآن کو نہ ماننے والے دنیا میں حکومتیں کرتے ہیں۔ آرام و آسائش کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ عزت و شوکت رکھتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں قرآن کو ماننے والے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ پھر مفلح کس طرح ہوئے ✦

مگر یاد رکھنا چاہئے۔ قرآن نے یہ نہیں کہا۔ کہ میرے ماننے والوں کو حکومت مل جائے گی۔ سلطنت حاصل ہو جائے گی۔ ایک وقت اور ایک زمانہ کے لئے یہ بھی کہا ہے۔ کہ حکومت بھی ملے گی۔ لیکن یہ کہیں نہیں کہا۔ کہ

### دُنیا کی حکومت

ہی قرآن کی تعلیم پر چلنے والوں کا مقصد ہے۔ بلکہ یہ کہا ہے۔ قرآن سے تعلق رکھنے والوں کا مقصد یہ ہے۔ کہ دنیا میں روحانیت قائم کریں۔ اگر اس میں کوئی کامیاب ہو جائے۔ تو وہ کامیاب ہوگیا۔ چاہے دنیا میں سب سے غریب ہی ہو ✦

پس مفلح کے یہ معنی نہیں۔ کہ کوئی مادی چیز مل جائے۔ بلکہ جس مقصد کو لے کر کھڑا ہو۔ اس میں کامیاب ہونے والا مفلح ہے دیکھو

### حضرت امام حسینؓ

مارے گئے۔ اور بادشاہ نہ بن سکے۔ لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ ناکام رہے۔ ہرگز نہیں۔ وہ کامیاب ہوگئے۔ اور مفلح بن گئے کیونکہ جس مقصد کو لے کر وہ کھڑے ہوئے تھے۔ اس میں کامیاب ہوگئے۔ ان کے سامنے یہ مقصد تھا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نیابت کے بعض حقوق ایسے ہیں۔ کہ جسے خدا تعالٰے کی طرف سے حاصل ہوں۔ انہیں پھر وہ چھوڑ نہیں سکتا۔ اس میں ان کو کامیابی حاصل ہوگئی۔ ان کی شہادت کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ گو بعد میں خلفا ہوئے مگر ان کو خلفاء راشدین نہیں کہا گیا۔ کیونکہ حضرت امام حسین کی قربانی نے بتا دیا۔ کہ خلافت بعض شرائط سے وابستہ ہے۔ یہ نہیں کہ جس کے ہاتھ بادشاہت آجائے وہ خلیفہ بن جائے۔ اس طرح دین کو بہت بڑی تباہی اور بربادی سے بچا لیا۔ اگر یہ نہ ہوتا۔ تو یزید کے سے انسان کے اقوال اور افعال پیش کرکے کہا جاتا۔ یہ اسلام کے خلفاء کی باتیں ہیں۔ اور اس طرح دین میں رخنہ اندازی کی جاتی ✦

پس اپنے

### مقصد میں کامیاب

ہونے والا مفلح ہوتا ہے۔ خواہ ایک شہادت چھوڑ سو شہادتیں آئیے حاصل ہوں۔ تو فرمایا۔ اولٰئک علٰی ھدًی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون۔ ایسے انسان کو فلاح نصیب ہو جاتی ہے۔ اور ہدایت اس کے ماتحت آجاتی ہے۔ اس کے کلام میں تاثیر، برکت اور نور ہوتا ہے ✦

### قرآن کا دعوٰی

ہے۔ اب سوال ہو سکتا ہے۔ کہ قرآن نے یہ دعوےٰ کیا ہے۔ کہ جو مجھ سے تعلق رکھتا ہے۔ ہدایت اس کے تابع ہو جاتی ہے۔ اور وہ مقاصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ مگر ہم تو بہتیرے مسلمانوں کو دیکھتے ہیں۔ جو قرآن پڑھتے ہیں۔ مگر ان کے متعلق یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے۔ کہ لایمسہ الا المطھرون۔ مطہر لوگ ہی اس کے برکات اور فیوض سے حصہ پاتے ہیں۔ یہ نہیں۔ کہ جو منہ سے قرآن کے الفاظ نکالے۔ وہ فائدہ اٹھالے۔ یہ مس مطہر لوگوں کو ہی حاصل ہوتا ہے ✦

پس یہاں مس سے مراد ظاہری طور پر چھونا نہیں۔ ایک نجاست سے بھرا ہوا انسان بھی قرآن کو چھو لیتا ہے۔ اگر وہ مسلمان ہوگا۔ تو گناہگار ہوگا۔ اور اگر کافر ہے۔ تو وہ تو قرآن کو مانتا ہی نہیں۔ پس لایمسہ الا المطھرون کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن کی برکات۔ اس کے فضائل اور اس کی رحمتوں سے حصہ نہیں پاتے مگر مطہر لوگ۔ جو لوگ اس کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔ وہی اس کی برکات اور رحمتوں سے حصہ پاتے ہیں۔ ایک معنی تو اس کے یہ ہیں۔

### ایک اور معنی

ہیں۔ جو علمی طور پر نہایت عظیم الشان ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ دنیا میں کئی ایک کتابیں پائی جاتی ہیں۔ جو اس بات کی مدعی ہیں۔ کہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہیں۔ ایسی کتابیں ہندوؤں۔ عیسائیوں زرتشتیوں وغیرہ کی ہیں۔ اسی طرح قرآن بھی مدعی ہے۔ کہ خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پھر قرآن کو ان کتابوں پر کیا فضیلت ہے۔ کہ ان کو چھوڑ کر اسے مانا جائے۔ وہ بھی اس بات کی دعویدار ہیں۔ کہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہیں۔ اور قرآن کا بھی یہی دعوےٰ ہے۔ اور ہمارے لئے تو اس لحاظ سے بھی مشکل ہے۔ کہ قرآن نے تسلیم کیا ہے۔ کہ خدا کی طرف سے دنیا کی ہدایت کے لئے کتابیں آتی رہی ہیں۔ اس طرح ان کتابوں کا پلہ بھاری ہوگیا۔ کہ قرآن نے بھی ان کے آنے کی تصدیق کر دی۔ مگر ان کتابوں کے ماننے والے قرآن کو نہیں مانتے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ ایسی صورت میں کونسی کتاب ماننی چاہئے۔ جبکہ بظاہر قرآن کی اپنی تصدیق سے ان کتابوں کا درجہ بڑھ جاتا ہے ✦

قرآن نے اس بات کے لئے کہ یہی کتاب خدا تعالٰے کی طرف سے ہے۔ جسے ماننا چاہئے۔ جو دلائل دئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ جو اس آیت میں بیان ہے ✦

### سیدھی بات

ہے۔ کہ ہر انسان اپنا خزانہ اور اپنی قیمتی چیزیں اپنے پیاروں کے لئے

محفوظ رکھتا ہے۔ مثلاً انسان اپنی جائداد اپنے وارثوں کے لئے قرار دیتا ہے۔ کوئی شخص یہ پسند نہیں کرتا کہ لوگ اس کی جائداد پر قابض ہو جائیں۔ اور اس کے وارث محروم رہ جائیں۔ اسی طرح سلطنتیں چاہتی ہیں۔ کہ زیادہ سے زیادہ اموال ان کے ملک میں ہوں۔ اسی بات کے لئے لڑتی ہیں۔ ہندوستان میں اسی لئے شورش پیدا ہوتی رہتی ہے۔ کہ لوگ سمجھتے ہیں۔ دوسرے ملک کے لوگ ہمارے ملک سے اموال لے جا رہے ہیں۔ ان اموال سے ہمارے ملک کے لوگوں کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔ ورنہ سیدھی بات یہ ہے کہ اگر لنکا شائر بند ہو جائے۔ تو کپڑے کے کارخانے ہندوستان کے زمیندار نہیں چلائینگے۔ بڑے بڑے سیٹھ ساہوکار ہی ایسے کارخانوں کے مالک ہونگے۔ اور ممکن ہے۔ اب جو کپڑا سستا ہے اس وقت لوگوں کو مہنگا ملے۔ مگر شور مچانے کے لئے وہ بھی تیار ہیں۔ اور رکھتے ہیں۔

## ہندوستان کی حکومت

ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہو۔ اگر اہل ہند کو حکومت مل جائے تو زیادہ سے زیادہ تین چار ہزار لوگ پارلیمنٹ کے ممبر بن جائینگے اور باقی سارے لوگ ان کے جوتے کے نیچے ہونگے۔ مگر وہ بھی حکومت کے ایسے ہی شائق ہیں۔ جیسے وہ لوگ جو اس بات کے امیدوار ہیں۔ کہ وہ پریذیڈنٹ بن جائیں گے۔ یا کوئی اور بڑا عہدہ حاصل کرلیں گے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ وہ لوگ

## اپنے ملک کا خزانہ

اپنے لوگوں کے لئے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ مذہبی کتب بھی بطور خزانہ ہوتی ہیں۔ جس طرح جسمانی خزانے ہوتے ہیں۔ اسی طرح روحانی خزانے بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم کو کہیں شفا قرار دیا گیا ہے۔ کہیں پانی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس سے کھیتیاں اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔ ادھر ہم دیکھتے ہیں۔ یہ قانون قدرت بلکہ قانون فطرت ہے۔ کہ اپنا خزانہ اپنوں کو دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اب اگر قرآن خدا تعالےٰ کی کتاب ہے۔ اور یہ روحانی خزانہ ہے۔ تو ضرور ہے۔ کہ یہ خزانہ انہیں کو ملے۔ جو اس سے حقیقی تعلق رکھنے والے ہوں۔ اور یہ انہیں کے لئے کھلے جن کو اس کے کھولنے کی جستجو اور شوق ہو۔ اگر اس کے خلاف ہو۔ اور یہ خزانہ اس کے مخالفوں پر کھلے۔ تو یہ خدا تعالےٰ کی کتاب نہیں ہو سکتی۔

## انسانی کتابوں میں

تو یہ ہوتا ہے۔ گورنمنٹ ایک قانون بناتی ہے۔ مگر اس قانون کو گورنمنٹ کی نسبت دوسرے زیادہ اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ کئی بار پائنیر اور سول نے لکھا ہے۔ مسٹر جناح قوانین سے زیادہ واقفیت رکھتا ہے۔ اس لئے گورنمنٹ کے وزراء کو دبا لیتا ہے۔ چونکہ گورنمنٹ کا قانون انسانی کلام ہوتا ہے اس لئے اس کا مخالف موافقین کی نسبت اس کو زیادہ اچھا سمجھ سکتا ہے۔ اگر خدا تعالےٰ کا کلام جو برکت اور انعام کے طور پر نازل ہوتا ہے۔ اسے خدا تعالےٰ سے تعلق نہ رکھنے والے زیادہ عمدگی سے سمجھ سکیں۔ تو وہ برکت کہاں رہے گی۔

اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں

## آسمانی کتاب کے پرکھنے کا گُر

بتایا ہے۔ آسمانی کتاب بطور رحمت۔ برکت اور نعمت کے نازل ہوتی ہے۔ اگر غیر لوگ جنہوں نے اس کے احکام کا جوا اپنی گردنوں پر نہیں رکھا۔ اس کے ماننے والوں سے زیادہ اس کی باریکیاں سمجھ لیں۔ تو معلوم ہوا۔ اس خزانہ کو دوسرے لے گئے اس لئے فرمایا۔ اس خزانہ پر ایسے محافظ ہیں۔ کہ یہ ماننے والوں کے لئے ہی کھلتا ہے۔ دوسروں کے لئے نہیں۔ مگر

## انجیل کو دیکھ لو

اس کے مفسر وہی لوگ ہیں۔ جنہیں انجیل کے مطابق روحانیت کے اعلےٰ مدارج حاصل نہیں ہیں۔ یہی حال ویدوں کا ہے۔ مگر قرآن کریم کے علوم میں وہی لوگ آگے بڑھے۔ جو تقوےٰ اور طہارت میں بھی اعلےٰ تھے۔ علماء نے قرآن کریم کی جو تفسیریں لکھی ہیں۔ آج مسلمان انہیں چھپائے پھرتے ہیں۔ تاکہ غیر مذاہب کے لوگ ان کی بنا پر اعتراض نہ کریں۔ لیکن صوفیاء نے وہ وہ باتیں لکھی ہیں۔ جو اس وقت دنیا کو معلوم نہ تھیں۔ اور اب معلوم ہو رہی ہیں پہلے کہا جاتا تھا کہ

## موجودہ دنیا کی عمر

پانچ چھ ہزار سال ہے۔ مگر ابن عربی نے کہا۔ مجھے کشف میں بتایا گیا ہے۔ کہ کئی لاکھ سال سے یہ دنیا ہے۔ اور کئی لاکھ سال سے یہ بنتی چلی آ رہی ہے۔ اب یورپین لوگ

## ایوولیوشن تھیوری

کے ماتحت یہی مان رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم نے یہ تھیوری ایجاد کی۔ حالانکہ اس کے اصل موجد ابن عربی ہیں +

اسی طرح ظاہری علماء یہ کہتے رہے۔ کہ غیر تو غیر جو مسلمان بھی دوزخ میں جائے گا۔ وہ پھر نہیں نکلے گا۔ مگر ابن عربی کہتے ہیں۔

## خدا کی رحمت

اتنی وسیع ہے۔ کہ شیطان بھی ہمیشہ ہمیش کے لئے دوزخ میں نہیں رہے گا۔ اور قرآن کریم بھی یہی کہتا ہے۔ پھر عام مفسر تو کہتے رہے ہیں کہ

## سورہ نجم کی آیات

میں شیطان نے یہ فقرات داخل کر دئیے تھے۔ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی۔ کہ کچھ دیویاں ایسی ہیں۔ جن کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے یہ شرک کا کلام شیطان نے (نعوذ باللہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر قرآن کریم پڑھتے ہوئے جاری کر دیا۔

پھر کہتے ہیں۔ سورہ حج کی ایک آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ اسے رد کر دیا گیا ہے۔ لیکن ان کے مقابلہ میں ابن عربی نے اس آیت کے یہ معنے کئے ہیں۔ کہ شیطان انبیاء کے رستہ میں روڑے اٹکاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ ان کو دور کر دیتا۔ اور نبی کو کامیاب کر دیتا ہے +

غرض

## ایک ایک بات صوفیا کی

دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کہ کس طرح انہوں نے بالکل صحیح اور درست کہی +

اسی سلسلہ میں اگر

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام

دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ آج جو ترقیاں فلسفہ۔ اخلاق۔ تاریخ وغیرہ کی بیان کی جاتی ہیں۔ یہ سب کچھ پہلے قرآن کریم میں بیان ہو چکی ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

## فلسفہ اخلاق

کی ایسی تھیوریاں بیان کی ہیں۔ کہ پہلے لوگ ان کے خلاف تھے۔ لیکن اب امریکہ والوں نے وہ باتیں لکھی ہیں۔ تو ان کی بڑی تعریف کی جا رہی ہے۔ حالانکہ ان سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ باتیں نہایت وضاحت سے لکھدی ہیں +

## بادلوں کے متعلق

پہلے لوگ سمجھتے تھے۔ کہ وہ سمندر سے پانی پی کر آتے اور برستے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں صاف لکھا ہے۔ پانی سے بخارات ہوائیں اٹھاتی اور پھر بادل بن کر چلتے اور برستے ہیں۔

## بدی اور نیکی

کی صحیح تشریح سے پہلے لوگ واقف نہ تھے۔ اب قرآن کریم سے یہ سب کچھ معلوم ہوا ہے۔ مگر یہ باتیں کسی ایسے انسان نے بیان نہیں کیں۔ جو دنیاوی علوم کے لحاظ سے بڑا عالم ہو۔ بلکہ اس شخص نے بیان کی ہیں۔ جس نے کسی مدرسے میں تعلیم نہیں پائی۔ اور جس کے متعلق مخالف یہ اعتراض کیا کرتے تھے۔ کہ وہ صحیح اردو بھی نہیں لکھ سکتا۔ بات یہ ہے قرآن کریم کے علوم ظاہری علم سے وابستہ نہیں۔ بلکہ نیکی اور تقوےٰ سے وابستہ ہیں

## آج سے تیس سال قبل

بہت سے لوگ ایسے تھے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کہتے تھے انہیں اردو بھی نہیں آتی۔ اور عربی دوسروں سے لکھا کر اپنے نام سے شائع کرتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے۔ مولوی نور الدین آپ کو کتابیں لکھ کر دیتے ہیں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی یہ دعوےٰ نہ تھا۔ کہ آپ نے

## ظاہری علوم

کہیں پڑھے۔ آپ فرمایا کرتے۔ میرا ایک استاد تھا۔ جو افیم کھایا کرتا تھا اور حقہ لیکر بیٹھا رہتا تھا۔ کئی دفعہ پینک میں آ کے حقہ کی چلم ٹوٹ جاتی۔ ایسے استاد نے پڑھانا کیا تھا۔ غرض آپ کو لوگ جاہل اور بے علم سمجھتے تھے۔ کئی لوگ اس بات کے مدعی تھے۔ کہ ہم کئی سال پڑھانے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ آج اس سوال کو جانے دو۔ کہ آپ نے دنیا میں کیا تغیر پیدا کیا۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ

## سارا اسلامی عالم

اس بات کو تسلیم کرتا ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو اپنے تعصب میں حد سے زیادہ مبتلا ہو چکے ہیں کہ اسلام کے دشمنوں کو شکست دینے والے یہی لوگ ہیں۔ جو احمدی کہلاتے ہیں

میرے ایک سسرال سے غیر احمدی رشتہ دار ہیں۔ جو معزز عہدیدار ہیں۔ انہوں نے مجھے خط لکھا۔ کہ قرآن کریم کے مطالب کو بگاڑنے والا آپ سے بڑھکر کوئی نہیں۔ مگر میں یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ

## اسلام کے دشمنوں کا سر کچلنے کے لئے

آپ کی باتیں بہت کارگر ہیں۔ میں نے کہا عجیب بات ہے۔ قرآن بگڑ کر دشمنان اسلام کا سر کچلتا ہے۔ یوں نہیں کچل سکتا۔ انہوں نے یہ بھی لکھا۔ مجھے آپ اس خط کا جواب نہ لکھیں۔ منشاء انہوں نے یہ اس لئے لکھا۔ کہ انہوں نے سخت الفاظ استعمال کئے تھے۔ انہوں نے سمجھا ہوگا میں بھی انہیں سخت جواب دوں گا۔ حالانکہ میں ایسا نہ کرتا۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کے جو علوم ظاہر کئے ہیں۔ وہ سمندر ہیں۔ اور دشمن بھی انہیں تسلیم کرتے ہیں جب ترجمۃ القرآن کا پہلا پارہ انگریزی میں قادیان سے شائع ہوا تو فورمین کرسچن کالج لاہور کے پرنسپل اور وائی۔ ایم۔ سی۔ اے کے سیکرٹری مجھ سے ملنے کے لئے قادیان آئے۔ انہوں نے مختلف امور کے متعلق گفتگو کی۔ انہیں وہ پارہ دیا گیا۔ اس وقت تو انہوں نے اس کے متعلق کچھ نہ کہا۔ لیکن بعد میں سیلون میں تقریر کی۔ جس میں بیان کیا

## اسلام اور عیسائیت کا فیصلہ

از ہر وغیرہ میں نہیں ہوگا۔ جن کی طرف لوگوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں بلکہ پنجاب کے ایک چھوٹے سے قصبہ میں ہوگا۔ جہاں سے میں ابھی ہو کر آیا ہوں۔ جہاں سے قرآن کا ترجمہ شائع ہونا شروع ہوا۔ اور وہ قادیان ہے۔

اس سے پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کی کیا حالت ہے:

اسی طرح

## امریکہ کا ایک رسالہ

ہے۔ جس نے لکھا۔ جب یہ ترجمہ مکمل ہو گیا۔ جو قادیان سے شائع ہونا شروع ہوا ہے تو اس وقت اس بات کا فیصلہ ہوگا کہ

## دنیا کا آئندہ مذہب

اسلام ہوگا۔ یا عیسائیت۔

یہ تو مخالفین اسلام کی آراء ہیں۔ ادھر مسلمان بھی جو آپ کو جاہل اور بے علم کہتے تھے۔ ان میں سے اکثر یا تو تسلیم کرنے لگے ہیں۔ کہ قرآن کریم کی وہ خدمت آپ نے کی ہے۔ جو اور کسی نے اس زمانہ میں نہیں کی۔ یا یہ کہ قرآن کو بگاڑ کر پیش کرتے ہیں۔ مگر غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فتح انہی کے ذریعہ ہوتی ہے۔ تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ خواہ کوئی ظاہری علوم میں کتنا بڑھ جائے۔ جب تک تقویٰ و طہارت حاصل نہ کرے گا

## علوم قرآنیہ

میں بچہ ہی ہوگا۔ وہی ان علوم کا ماہر ہوگا۔ خواہ وہ دنیوی علوم نہ رکھتا ہو۔ جو روحانی پاکیزگی رکھتا ہوگا۔ اس پر ایسے علوم کھولے جائیں گے۔ کہ دنیا دنگ رہ جائیگی:

پس قرآن کریم سچائی کا یہ معیار بتاتا ہے۔ کہ جو خدائی کتاب ہو۔ اس کے علوم روحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل کرنے سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ ہم اس صداقت کو آج بھی پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔

## میں ہی ہوں

میں نے ہائی سکول میں پڑھا۔ مگر کسی جماعت میں پاس نہ ہوا حساب سے مجھے مس ہی نہ تھا۔ عربی میں قرآن کریم کا خالی ترجمہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔ اور باوجود اس کے کہ مجھے بہت کم عربی آتی تھی۔ آدھا پونا پارہ روزانہ پڑھا دیتے۔ اور فرماتے۔ ایک دفعہ قرآن میں سے گذر جاؤ۔ اسی طرح بخاری میں سے انہوں نے گذار دیا۔ اگر میں کوئی سوال کرتا تو فرماتے۔ میاں یہ باتیں خود خدا سکھائیگا۔ اس طرح میرے سوال کو ٹال دیتے۔ کبھی خود کچھ بتانا چاہتے۔ تو بتا دیتے۔ میرے سوال پر کچھ نہ بتاتے۔ اس طرح پڑھا کر فرمانے لگے۔ مجھے جو کچھ آتا تھا۔ میں نے تمہیں سکھا دیا ہے۔ اس وقت تو میں نہ سمجھ سکا کہ کس طرح وہ سب کچھ سکھا دیا۔ مگر بعد میں معلوم ہوا۔ کہ اس فقرہ میں انہوں نے سب کچھ سکھا دیا۔ کہ

## خدا خود سکھاتا ہے

اگر دل پاکیزہ ہو۔ خدا تعالےٰ سے تعلق ہو۔ تو خدا تعالےٰ قرآن کریم کے علوم خود سکھاتا ہے۔ چنانچہ ایک

## وہ وقت بھی آیا

کہ جب حج کے لئے جانے لگا۔ تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے کبھی پہلے یہ بات ظاہر نہ کی تھی۔ تا کہ تمہاری ترقی میں روک نہ ہو۔ اب ظاہر کرتا ہوں۔ کہ یوں تو میں نے تمہیں قرآن پڑھایا۔ لیکن کئی معارف قرآنیہ تم سے سنے۔ اور یاد رکھو اور اس طرح تم سے قرآن پڑھا۔ اب چونکہ تم جا رہے ہو۔ اس لئے سنا دیا ہے۔ کہ شائد پھر ملاقات ہو یا نہ ہو۔ تو

## میرا دعوےٰ ہے

کہ دنیا کا کوئی شخص اٹھے۔ جو یہ کہے۔ کہ میں قرآن کے معارف اور حقائق بیان کرنے میں مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔ تو میں اس سے مقابلہ کے لئے تیار ہوں۔ وہ خود تسلیم کرے یا نہ کرے۔ دنیا اور حقائق پسند دنیا تسلیم کریگی۔ کہ جو حقائق اور معارف میں نے بیان کئے ہونگے۔ وہ بہت بڑھکر ہوں گے۔

تو قرآن کا علم محض خدا تعالےٰ کے فضل سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ قرآن کریم کی

## بہت بڑی صداقت

کا ثبوت ہے۔ کیونکہ جس کتاب کا علم خدا کے فضل سے حاصل ہو۔ وہی خدا کی کتاب ہو سکتی ہے۔ جسے خدا تعالےٰ اپنے کلام کے حقائق سے واقف ہونے کا مستحق سمجھتا ہے۔ اس پر علم کے دروازے کھول دیتا ہے۔ لیکن جو خدا تعالےٰ سے دور ہوتا ہے۔ اسے یہ کتاب ایسی ہی بدنما لگتی ہے۔ جیسی پنڈت دیانند صاحب کو لگی۔ کہ انہیں اس میں کوئی خوبی نظر ہی نہیں آتی۔

وہ لوگ جو

## ظاہری علوم کے بڑے بڑے دعوے

رکھتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں قرآن کریم کے نکات بیان کرنے میں ایسے ہی ہیچ تھے۔ جیسے کمزور دماغ کا انسان ایک اعلیٰ دماغ کے انسان کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔ وہ سوائے اس کے کہ یہ کہتے رہے۔ غلط تاویلیں کرتے ہو۔ قرآن کو بگاڑتے ہو۔ اور کچھ نہ کر سکے۔ آج انہی کی ذریتیں اور ان کے ساتھی تسلیم کر رہے ہیں۔ کہ آپ نے جو حقائق بیان کئے وہ کسی نے بیان نہیں کئے۔

## عجیب بات ہے

کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قبل سر سید نے قرآن کریم کی تفسیر لکھنی شروع کی۔ اور قرآنی مطالب کو اس طرح پیش کیا۔ کہ وہ نئی تعلیم کے مطابق معلوم ہوں۔ اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے کئی آیات کی ایسی تشریح بیان کی۔ کہ اس وقت یورپ کی تحقیقات اس کے خلاف تھی۔ مگر اب حضرت مسیح موعودؑ کی بیان کردہ کئی باتوں کی تصدیق اہل یورپ بھی کرنے لگے ہیں۔ اور کئی ابھی باقی ہیں۔ کیا عجیب بات نہیں۔ کہ ان کی باتیں تو مٹتی جا رہی ہیں جنہوں نے زمانہ کے حالات کے مطابق ہی کہی تھیں۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ کی فرمودہ باتیں اب مخالف بھی مانتے جا رہے ہیں۔

غرض لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ سچے کلام الہیٰ کے پرکھنے کا معیار ہے۔ کہ جتنا کوئی باطنی علوم میں ترقی کریگا۔ اتنا ہی زیادہ اس کلام کے سمجھنے میں ترقی کرے گا۔ جس کتاب کے متعلق یہ بات پائی جائیگی۔ وہی خدا کی طرف سے ہوگی۔

یہ دوسرے معنی ہیں اس آیت کے۔ یہ معنی نہیں۔ کہ کوئی ناپاک ہاتھ قرآن کو نہیں لگا سکتا۔ یہ مس تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی ہوا۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کے متعلق آتا ہے۔ مسلمان ہونے سے قبل انہوں نے بہن سے قرآن مانگا۔ انہوں نے باوجود ان کے مشرک ہونے کے ان کے ہاتھ میں دے دیا:

بات یہ ہے۔ کہ قرآن کریم کی حقیقت پر واقف ہونے کے لئے ضروری ہے۔ کہ انسان خدا تعالےٰ کی محبت اپنے دل میں پیدا کرے۔ اور تقویٰ و طہارت اختیار کرے۔ آگے اس کے

## کئی مدارج

ہیں۔ کئی لوگ ہوتے ہیں۔ جو اعلیٰ درجہ کو سامنے رکھکر مایوس ہو جاتے ہیں۔ اور سمجھ لیتے ہیں۔ ہم اس درجہ کو حاصل نہیں کر سکتے۔ جیسے تندرستی اور صحت کے مدارج ہوتے ہیں۔ اسی طرح روحانیت کے بھی مدارج ہوتے ہیں۔ اور ہر درجہ کے ساتھ معارف تعلق رکھتے ہیں۔ جتنا جتنا کوئی درجہ پاتا جاتا ہے۔ اتنے ہی زیادہ اعلیٰ معارف سمجھنے کی اس میں قابلیت پیدا ہوتی جاتی ہے۔ اگر باوجود کسی کی کوشش اور سعی کے اس میں کمزوری رہ جائے۔ تو اس کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسے ایک سپاہی اپنی طرف سے پوری ہمت اور بہادری سے لڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر وہ جرنیل کی طرح کام نہیں کر سکتا۔ تو یہ نہیں کہا جائیگا۔ کہ اس نے

## ملک کی خدمت

نہیں کی۔ اس نے ضرور کی ہے۔ مگر اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق پس اگر کسی میں تقویٰ و طہارت حاصل کرنے کی خواہش اور تڑپ ہے

# وصیتیں

**نمبر ۲۹۳۶** میں محمدی بی زوجہ مولا بخش نمبردار جٹ پیشہ دہی بیعت ۱۹۱۶ء ساکن چک ۳۵ جنوبی ضلع شاہپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ اکتوبر حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت موجودہ جائداد زیورات معہ مہر کل ۳۰۰ روپیہ کی ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں نیز یہ بھی لکھ دیتی ہوں کہ اگر میری وفات کے بعد اس جائداد کے علاوہ کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط العبد۔ محمدی بی ولد علی گوہر زوجہ مولا بخش مذکورہ گواہ شد۔ محمد اسمٰعیل مدرس چک نمبر ۳۲ جنوبی حال چک ۳۲ جنوبی گواہ شد۔ مولا بخش نمبردار خاوند موصیہ چک نمبر ۳۵ جنوبی بقلم خود۔

**نمبر ۲۹۲۴** میں پٹھانی معروف حاکم بی بی زوجہ غلام حسن قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۴۴ سال بیعت ۱۹۱۵ء ساکن مہاجر قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ ستمبر ۱۹۲۵ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد مہر یا زیور مالیتی کل دو صد روپیہ ہے۔ اور یہ مہر بھی بصورت زیور مجھے خاوند نے ادا کر دیا ہے۔ میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں نیز یہ بھی لکھ دیتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات کے بعد اس جائداد کے علاوہ اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط ۱۷ ستمبر العبد۔ حاکم بی بی زوجہ ثانی غلام حسن گواہ شد۔ غلام حسن شوہر موصیہ بقلم خود گواہ شد محمد عظمت اللہ

**نمبر ۲۸۵۶** میں خیر دین ولد صمد و بٹ قوم کشمیری بٹ پیشہ دکانداری حلوائی عمر ۳۰ سال بیعت ۱۹۰۳ء ساکن ناروال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ مئی ۱۹۲۳ء سے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت جائداد ایک مکان خام سکونتی واقعہ قصبہ ناروال قیمتی ایک ہزار روپیہ ہے۔ اور ماہوار آمد ۲۰ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات میری جو جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم اپنی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ فقط ۱۱ مئی ۱۹۲۳ء العبد۔ خیر دین بقلم خود۔ گواہ شد۔ عنایت اللہ ممبر کمیٹی ناروال بقلم خود۔ گواہ شد علی محمد ولد مولا بخش احمدی بقلم خود

**نمبر ۲۵۱۲** میں عبد الغفور خاں ولد قمر الدین خاں قوم آمازئی پٹھان ساکن فردم گجر ضلع راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ ماہوار آمد ۴۰ روپیہ کے قریب ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط والسلام ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۵ء العبد۔ عبد الغفور خاں بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد عبد اللہ کلارک قلعہ میگزین راولپنڈی۔ گواہ شد۔ بوستان خاں ساکن فردم گجر بقلم خود۔

**نمبر ۲۵۶۶** میں غفورن زوجہ ثانی سید علی احمد صاحب عمر ۲۶ سال ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ اپریل ۱۹۲۵ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بعد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مہر ۲۲۵ روپیہ۔ سامان خانگی ۵۰ روپیہ نقد ۲۵ روپیہ زیور ۲۵ روپیہ کل ۳۲۵ روپیہ۔ فقط الموصیہ غفورن زوجہ ثانی سید علی احمد کارکن دفتر ڈاک۔ گواہ شد۔ خاکسار علی احمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ (مولوی) امام الدین مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان بقلم خود۔

**نمبر ۲۹۱۱** میں مہر دین ولد پیر اندتا قوم ککے زئی پیشہ امامت عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۵ء ساکن لالہ موسیٰ ڈاکخانہ لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ اپریل کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ یعنی ایک مکان جس کی قیمت تخمیناً دو ہزار روپیہ ہے۔ لیکن میرا گزارہ اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت ۱۵ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جاویگا۔ مکان مندرجہ بالا واقع لالہ موسیٰ ہے۔ بقلم اللہ بخش احمدی چک ۸ شمالی۔ گواہ شد۔ اللہ بخش احمدی چک ۸ شمالی۔ العبد۔ مہر الدین بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد بخش گرداور قانونگوئی لالہ موسیٰ راجہ بقلم خود

**نمبر ۲۹۳۹** میں سید اختر الدین احمد ولد مولوی سید سعید الدین احمد پیشہ ملازمت بیعت ۱۹۱۰ء ساکن گوبھی ضلع کٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے۔ مکان مشترکہ پختہ و خام جو میرے دو بھائیوں مولوی سید ابو الحسن دفتی سید مغیر الدین احمد کے ساتھ ہے۔ میرے ۱/۳ حصہ مکان کی قیمت قریباً دو سو روپیہ ہے اور اراضی مذکور قیمتی اندازاً تین ہزار روپیہ ہے۔ اور قریباً ۹ مان ہے۔ اور ایک مکان واقعہ شہر کٹک جو میرا خود خرید کردہ ہے قیمتی ۱۵۰۰ روپیہ ہے۔ علاوہ اس کے ۱۱۵ روپیہ ماہوار تنخواہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز بوقت وفات میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم حصہ جائداد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں (بعد وصیت) تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ فقط والسلام العبد۔ موصی سید اختر الدین احمد احمدی عفی عنہ گواہ شد۔ پسر موصی سید ظل الرحمٰن بمقام قادیان گواہ شد مرزا مہتاب بیگ قادیان

**نمبر ۲۹۴۴** میں بہادر خاں ولد ملک جہان خاں قوم آوان عمر ۴۰ سال ساکن خوشاب ڈاکخانہ خوشاب تحصیل خوشاب ضلع شاہپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ البتہ ماہوار آمد ۱۱۵ روپیہ ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز میری وفات کے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو سکے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نوٹ:۔ میری یہ وصیت یکم نومبر ۱۹۲۵ء سے شروع ہوگی۔

العبد۔ بہادر خاں مدرس فارسی ایس۔ بی وی سکول میگھا نوال براستہ سرگودھا ساکن خوشاب ضلع شاہپور مورخہ ۱۲ اکتوبر۔ گواہ شد۔ ملک گل محمد سلطان پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ خوشاب گواہ شد۔ ملک ہدایت اللہ ولد جہان خاں برادر کلاں موصی پنشنر پولیس خوشاب محاسب انجمن احمدیہ خوشاب بقلم خود

**نمبر ۲۹۴۶** میں اقبال بیگم زوجہ صوفی نواب دین قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۱۸ سال بیعت فروری ۱۹۲۵ء ساکن موضع صریح ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ نومبر ۱۹۲۵ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد مبلغ گیارہ سو روپیہ مشمولہ بہ حق مہر و زیورات ہے۔ میں اس کے دسواں حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اگر میں یہ رقم اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکوں تو انجمن ہذا کو اختیار ہے۔ کہ میری متروکہ جائداد سے وصول کر لیوے۔ اس کے علاوہ اگر میری وفات کے بعد میری کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ والسلام العبد اقبال بیگم زوجہ صوفی نواب دین کلرک آرسنل کوئٹہ حال وارد قادیان گواہ شد۔ نواب دین خاوند موصیہ کلرک آرسنل کوئٹہ حال وارد قادیان۔ گواہ شد۔ محبوب عالم خالد پسر خاں صاحب مولوی فرزند علی صاحب مبارک منزل قادیان

# خدا کی نعمت

## نرینہ اولاد

سنہ ۱۹۱۰ء میں خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نورالدین صاحب نے میری شادی کرائی۔ بعد ازیں میرے گھر یکے بعد دیگرے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ چونکہ مولوی صاحب تمام مخلوق کیلئے رحمت تھے۔ آپ میرے ساتھ مہربانی فرماتے کیونکہ سنہ ۱۹۰۱ء سے میں نے آپکے پاس رہنا شروع کیا آپ مجھے پڑھاتے تھے اور شفقت فرماتے تھے ایک دن طب کا سبق پڑھاتے ہوئے مجھ سے فرمایا۔ میاں بچے تمہارے گھر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ بیماری ہے یہ نسخہ بنا کر استعمال کرو۔ خدا کے فضل سے لڑکے پیدا ہوتے ہیں یہ عجیب علاج ہے۔ میں نے خیال نہ کیا پھر میرے گھر تیسری لڑکی تولد ہوئی تب میں نے آپکی بتائی ہوئی دوائی استعمال کی۔ اس کے استعمال کے بعد میرے تین لڑکے خدا کے فضل سے ہوئے۔ میں نے اپنے کئی دوستوں کو یہ دوائی کھلائی۔ انکے ہاں بھی اللہ تعالیٰ نے نرینہ اولاد عطا فرمائی۔ جن دوستوں کو نرینہ اولاد کی خواہش ہو۔ یہ دوائی منگا کر استعمال کریں۔ خدا کے فضل سے نرینہ اولاد ہوگی۔ قیمت چھ روپے آٹھ آنے (۶ے)

**عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان**

---

# بیکاروں کی ضرورت

اگر آپ بیکار ہیں۔ اور روزی کمانے کے لئے ملازمت کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہیں تو آیئے ہم آپکو ملازمت سے نجات حاصل کرنیکا ایک نسخہ بتلاتے ہیں۔ آپ ایک روپیہ خرچ کرکے نو سیر پختہ کپڑے دھونے کا صابن جو عمدہ کم خرچ اور عمدہ جھاگ دینے والا ہوگا۔ بنانا گھر بیٹھے ہی سیکھ لیں۔ یہ صابن ایک گھنٹہ میں تیار ہو جاتا ہے۔ آپ دو دو روپے نفع کما سکتے ہیں ملازمت پیشہ لوگ بھی ایسا مفید صابن صرف ایک گھنٹہ میں گھر میں تیار کر لیا کریں۔ اور بازار کے گراں اور غیر مفید صابن سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کریں۔ اشتہار کی اجرت وصول کرنے کیلئے ہم نے فیس نہایت معمولی صرف دو روپے مقرر کر دی ہے۔ نسخہ بذریعہ وی پی روانہ ہوگا۔ یہ رعایت صرف ایک مہینہ کے لئے ہے۔ فائدہ اٹھائیں۔

**مہتمم احمدیہ دواگھر قادیان (پنجاب)**

---

# خوشخبری

## خدا کے فضل اور رحم کیساتھ

میں یہ خوشخبری ان احباب کو دیتا ہوں۔ جو دیر سے مرض بواسیر میں مبتلا ہیں۔ ڈاکٹروں اور حکیموں کے ہاتھوں علاج اور صحت سے ناامید ہو چکے ہیں میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر قسم کی بواسیر کا علاج بغیر اپریشن کر سکتا ہوں۔ سو جو احباب علاج کرانا چاہیں۔ جلد میرے پتہ پر جوابی کارڈ تحریر کرکے پوری تحقیقات کریں۔ نوٹ:۔ فیس و دوائی کی قیمت بعد از صحت لی جائیگی۔

المشتہر

**حکیم لقا محمد احمدی موضع بیر سیال ڈاکخانہ راہون ضلع جالندھر**

---

# دو کنال زمین قابل فروخت ہے

موقعہ قادیان کی مشرقی جانب جہاں نیا محلہ آباد ہو رہا ہے۔ اور جہاں چوہدری فتح محمد صاحب اور سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی کوٹھیاں ہیں یہ قطعہ زمین بر لب سڑک ہے اور نہایت عمدہ موقعہ ہے مزید معلومات کیلئے خط و کتابت مفصلہ ذیل پتہ پر ہو۔ ش معرفت دفتر مینیجر الفضل قادیان

---

# راجا اور جوگی

یہ کتاب ایک مکالمہ کی صورت میں ہے دنیا کے اہم اور پیچیدہ مسائل بڑی سلیس عبارت میں آسانی کے ساتھ حل کرتے گئے ہیں۔ فقرات کی بندش اور مطلب ادا کرجانیکی طرز بہت ہی نرالی ہے مضامین کی دلچسپی اور گفتگو کی نیرنگی کتاب کو ختم کئے بغیر چھوڑنے نہیں دیتی اخبارات نے بہت اچھے ریویو لکھے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک

**پتہ:۔ الحاج سعید احمد سول ہسپتال انبالہ شہر**

---

# رشتہ مطلوب ہے

میں راجپوت خاندان سے ہوں۔ میری تعلیم انٹرنس پاس و جے وی ہے۔ میں آج کل ایگریکلچر میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ہوں۔ میری عمر ۲۲ سال ہے۔ مجھے ایک رشتہ جو کہ پرائمری پاس ہو مطلوب ہے۔ میری تنخواہ پینتیس روپے ہے۔

**ذ۔ معرفت دفتر مینیجر الفضل**

---

# ریلوے سٹیشن سے قریب

محلہ دارالفضل میں آبادی کے اندر با موقعہ سٹیشن سے قریب ایک کنال زمین برائے مکان قابل فروخت ہے۔ قیمت کا تصفیہ چوہدری الہ بخش مستری ذیر بند پریس امرت سر سے بذریعہ خط و کتابت ہو۔

---

# تلوار کی اجازت

صاحبان مجھے تلوار کے متعلق زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے بھیرہ کی تلواروں کی تعریف فرمائی ہے اور سفارش کی ہے۔ کہ احمدی صاحبان بھیرہ کی تلواریں خریدیں پکے لوہے کی تلواروں سے خبردار رہیں ہماری رعایتی قیمتیں آٹھ روپے دس روپے اور بارہ روپے ہیں ذیل کے اضلاع مستثنیٰ ہیں۔ جھنگ۔ میانوالی۔ مظفرگڑھ۔ ڈیرہ غازیخاں انبالہ۔ شملہ۔ حصار۔ کانگڑہ۔ گڑگانواں۔ گورداسپور۔ سیالکوٹ گجرات۔ گوجرانوالہ۔ جالندھر۔ جہلم۔ رہتک۔ لدھیانہ۔ اٹک۔

**ایں جے فضل احمد اینڈ سنز کارخانہ تلوار بھیرہ ضلع شاہ پور**

---

# رشتہ مطلوب ہے

قادیان میں ایک لڑکی (قوم مغل) عمر ۱۶ سال کے لئے رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکی چھٹی جماعت تک تعلیم یافتہ ہے۔ دین اور امور خانہ داری سے واقف۔ اس خاندان کے افراد دو ہائی سکول کے ہوار تنخواہ رکھتے ہیں صاحب حیثیت خاندان کا فرزند یا برسر روزگار دیندار احمدی مبایع درخواست کرے۔

**م۔ ع۔ معرفت مینیجر الفضل قادیان**

---

فرسٹ سٹار جرمن سلین پاکٹ واچ اور اشیاء کا آمد ہے

رعایتی اعلان ... تفصیل شہادت ...

ملنے کا پتہ:۔ ایم۔ اے صوفی سٹور گراونڈ ... لدھیانہ

---

# ہندوستان کی خبریں

—— اخبار سول کو معلوم ہوا ہے۔ کہ سردار علی احمد خان نے بھی مطالبہ کیا ہے۔ کہ افغان عہدہ داراسے بادشاہ تسلیم کریں اس نے یہ بھی اعلان کیا ہے۔ کہ میرے طرفدار قبائل نے جگدلک پر بچہ سقہ کے سپاہیوں کو شکست فاش دی ہے۔

—— پشاور میں اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ بچہ سقہ نے اپنا سیاسی نشان بند کیا ہے اور اپنے نام کا یوں اعلان کیا ہے۔ "امیر حبیب اللہ خادم رسول خدا ۱۳۴۷ھ" اس طرح اس کی حکومت میں شمسی سال کی بجائے قمری حساب شروع ہو گا۔

—— پشاور ۲۸ جنوری۔ کابل کی یورپین۔ برطانی ہندوستانی رعایا اور ان لوگوں کے متعلق جن کے پاس برطانوی پاسپورٹ ہیں۔ حکومت ہند نے ایک جدید فیصلہ کن کارروائی شروع کی ہے۔ کل سے ان کا اخراج شروع ہو جائیگا۔ اور آخرکار کابل کے تمام یورپین واپس لائے جائیں گے۔ اور سر فرانسس ہمفریس اور برطانی سفارت خانہ کے دیگر ارکان بھی لوٹ آئیں گے۔ اور اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے۔ جب تک وہاں کوئی حکومت قائم نہیں ہوتی۔ اور امن بحال نہیں ہو جاتا۔

—— پشاور ۲۹ جنوری۔ چند روز سے کابل اور پشاور کے درمیان سلسلہ لاسلکی منقطع تھا۔ کیونکہ جو روسی کارکن ان آلات پر کام کرتے تھے۔ وہ مطلق العنان حیثیت سے ان پر قابض تھے۔ اور وہ صرف روس کے ساتھ نامہ و پیام کرتے تھے۔ اب یہ بھی قباحت دور ہو گئی ہے۔ اور پیامات کی ترسیل و رسید کا سلسلہ جاری ہو گیا ہے۔

—— پشاور ۲۹ جنوری۔ کہا جاتا ہے۔ کہ حالات افغانستان کی وجہ سے صوبہ سرحد کی تجارت برباد ہو گئی ہے۔ اس لئے کہ کاروان بالکل نہیں آئے۔ اور یہی تجارت کا ذریعہ تھے۔

—— کلکتہ ۲۸ جنوری۔ اگست ۱۹۲۷ء میں دریائے ہگلی میں جو ایس۔ ایس کلکتہ نامی جہاز ایک دوسرے جہاز سے ٹکرا کر ڈوب گیا تھا اس کے مالکان نے آٹھ لاکھ روپیہ ہرجانہ کا دعویٰ کیا ہے۔ دوسرے جہاز کے مالکان نے بھی ایس۔ ایس کلکتہ جہاز کے مالکان کے خلاف دعوے دائر کیا ہے۔ سماعت جاری ہے۔

—— اخبار سیسل اینڈ ملٹری گزٹ کا صبح کا سنڈے ایڈیشن ہر اتوار کی شام کو دہلی بذریعہ ہوائی جہاز پہونچ جایا کرے گا۔ اور مفت تقسیم کیا جایا کرے گا۔

—— لاہور ۲۸ جنوری۔ لاجپت رائے میموریل فنڈ میں اب تک لاہور میں ۵۳ ہزار روپیہ جمع ہو چکا ہے۔

—— پشاور ۲۹ جنوری۔ خبر ملی ہے۔ کہ بچہ سقہ نے شاہ امان اللہ کے نام یہ پیغام بھیجا ہے۔ کہ چاہے میں شاہی خاندان سے نہیں ہوں مگر حکومت کرنے کے قابل ہوں۔ اور میں آپ کی ہر ایک بات پر غور کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بشرطیکہ آپ ایمانداری سے کام لیں۔ اور میری عزت کریں۔ میں ہر وقت صلح یا جنگ کے لئے تیار ہوں۔ جیسی مرضی آپ کی ہو۔ میں ویسا کر سکتا ہوں۔

—— پشاور ۳۰ جنوری۔ ملک شہاب الدین غلزئی ایک دوسرا امیدوار ہے۔ جو اب امان اللہ کے خلاف میدان میں نکل آیا ہے۔ اور بہت کچھ کامیابی حاصل کر چکا ہے۔

—— لاہور ۳۰ جنوری۔ تازہ ترین اور باوثوق اطلاعات سے اس خبر کی تصدیق ہو گئی ہے۔ کہ اب تخت و تاج کابل کے لئے سب سے زیادہ جدوجہد سردار علی احمد جان کر رہے ہیں۔

—— نئی دہلی ۳۰ جنوری۔ آج اسمبلی کے اجلاس میں مسٹر رنگا آئر کے سوال کے جواب میں مسٹر گراہم نے کہا۔ کہ خاص حالات میں اسمبلی کی میعاد بڑھانے کا اختیار گورنر جنرل کو ہے۔ اس کے متعلق گورنمنٹ کوئی بیان نہیں دے سکتی۔

—— گوا ۲۹ جنوری۔ گوا کی پرتگیز گورنمنٹ کی طرف سے اخبارات۔ قومی تحاریک اور کتابوں وغیرہ پر سنسر بٹھا دیا گیا۔ کوئی اخبار گورنمنٹ کے انتظام پر رائے زنی نہیں کر سکتا گورنمنٹ کالج پنجم کے چار طلباء کو لاجپت رائے یوم میں شریک ہونے کے الزام میں کالج سے نکال دیا گیا۔

—— سرحد پر جنگی تیاریاں زور سے ہو رہی ہیں قلعے مضبوط کر دئے گئے ہیں۔ روس بھی اس وقت تیار بیٹھا ہوا ہے۔

—— نئی دہلی ۳۱ جنوری۔ اطلاع ملی ہے۔ سردار محمد عمر خاں جو ماہ دسمبر میں الہ آباد سے بھاگ نکلا تھا۔ سنتواریوں کے پاس اقامت گزین ہے۔ اور وہ اسے ہندوستان واپس بھیجنے کے لئے آمادہ نظر آتے ہیں۔

—— شاہی خاندان کے متعدد محمد زئی افراد کو کابل میں بچہ سقہ نے گرفتار کر لیا ہے۔ ان میں امان اللہ خاں کا چھوٹا بھائی کبیر خاں بھی ہے۔ گرفتار شدگان کی جائداد ضبط کر لی گئی ہے۔ امان اللہ خاں کے بعض وزیر اور اعلیٰ عہدیدار بھی گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ کابل میں جان کی سلامتی غیر یقینی ہو رہی ہے۔ اور عام اضطراب بڑھ رہا ہے۔

—— جلال آباد کی سڑک پر کابل سے بیس میل کے فاصلہ پر بند غازی کے قریب بچہ سقہ اور علی احمد جان کی فوجوں کے درمیان دو معرکے ہوئے۔ ایک تو ۲۰ جنوری کو ہوا۔ اور دوسرا اس سے ایک ہفتہ بعد۔ دونوں میں بچہ سقہ کی ہراول فوج کو سخت شکست ہوئی۔ اور ان کا سخت نقصان جان ہوا۔ تاہم اس امر کے متعلق کوئی معین اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ کہ علی احمد جان کابل پر یلغار کرنے کی تیاری کر چکا ہے۔ یا نہیں۔

—— پشاور ۳۱ جنوری۔ افواہ پھیلی ہوئی ہے۔ کہ سردار علی احمد جان قتل کر دئے گئے ہیں۔

—— لندن ۲۹ جنوری۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ برطانی گورنمنٹ اور بچہ سقہ کے درمیان ایک نیا معاہدہ یہ ہوا ہے۔ کہ ہر ہفتہ کابل اور پشاور کے درمیان ڈاک کا تبادلہ ہوا کرے گا۔

# ممالک غیر کی خبریں

—— لندن ۲۹ جنوری۔ ڈنمارک کی انٹر پارلیمنٹری مجلس نے سفارش کی ہے۔ کہ نوبل کا وہ انعام جو امن عامہ کے لئے سب سے بڑی جدوجہد کرنے والوں کو ملا کرتا ہے۔ مسٹر میکڈانلڈ (سابق وزیر اعظم برطانیہ) اور مسٹر ہیریو (سابق وزیر فرانس) کو ملے۔ سویڈن نے اس سفارش کی تائید کی ہے۔

—— لندن ۲۸ جنوری۔ ہر سال ہوا باز برطانیہ کے گرد پرواز کرتے ہیں۔ اور جو اول نکلتا ہے۔ اس کو شاہی جام بطور انعام ملتا ہے۔ اب تجویز در پیش ہے۔ کہ یہ پرواز برطانیہ کے گرد نہ ہوا کرے۔ بلکہ لنڈن (کروائی ڈن) سے کراچی تک ہوا کرے۔

—— پیرس ۲۸ جنوری۔ افغانی سفارت خانہ کا بیان چھپنے کے بعد جنرل نادر خاں نے فرمایا۔ "مجھے تخت نشین ہونے کی مطلق آرزو نہیں ہے۔ لیکن میں ایک محب الوطن کی حیثیت سے کسی بھی ملک کی خدمت کرنے کے لئے ہمیشہ آمادہ و تیار ہوں۔ بالخصوص ایسے وقت میں جب کہ ملک مصیبت میں مبتلا ہو۔

—— سعدین ۲۸ جنوری۔ یان تانی کی ایک کوئلہ کی کان میں زمین پھٹ جانے سے تین جاپانی اور سو کے قریب چینی کام کرنے والے غائب ہو گئے۔

—— روم ۲۷ جنوری۔ اٹلی کی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ دس جنگی جہاز تیار کئے جائیں۔ جو جون سے بننے شروع ہو جائیں گے ان میں سے ایک جہاز دس ہزار ٹن کا ہوگا۔

—— لنڈن ۲۵ جنوری۔ انگلینڈ میں انفلوئنزا بڑی سرعت کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔ اطلاعات سے ظاہر ہے۔ کہ لیورپول کے ہسپتال میں چار سو مریض داخل ہو چکے ہیں۔ اور ۲۹ اموات پچھلے ہفتہ واقعہ ہو چکی ہیں۔ نیز لنڈن کاؤنٹی کونسل بوجہ پانچسو استادوں کی بیماری کے دوسرے استادوں کے لئے اشتہار شائع کر رہی ہے۔

—— لنڈن ۲۸ جنوری۔ مس سوسن لارنس ممبر پارلیمنٹ جس وقت ہاؤس آف کامنز کے اجلاس میں شریک ہونے کے لئے گئیں۔ تو آپ کے سر پر ہیٹ نہ تھی۔ اس لئے آپ ہاؤس کے قواعد کے ماتحت تقریر نہ کر سکیں۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے۔ کہ جو ہاؤس کا ممبر ننگے سر ہو۔ وہ تقریر نہیں کر سکتا۔ مس لارنس نے کاغذ کا ایک ٹکڑا لیکر اسے ہیٹ کی طرح بنا لیا۔ اور سر پر رکھکر تقریر کرنے کے لئے کھڑی ہو گئیں۔ جس وقت آپ نے تقریر شروع کی۔ تو ہیٹ پھٹ گئی۔ اس لئے آپ کو مجبوراً بیٹھ جانا پڑا۔

—— واشنگٹن ۲۹ جنوری۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے صیغہ تجارت کی رپورٹ مظہر ہے۔ کہ گذشتہ پچاس سال میں اس ملک کی دولت میں سات گنا اضافہ ہوا ہے۔ کارکنوں کی تعداد تگنی ہو گئی ہے۔ اور آبادی دوگنی ہو چکی ہے ۱۸۸۰ء کی نسبت اب افراد کا سرمایہ جو بنکوں میں تھا۔ ۴۴ گنا زیادہ ہو گیا۔ اور ۱۹۲۷ء کے آخر میں

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔